مناظرۂ علمیہ

فی

علوم الغیب النبویہ

مسمّٰی بہ

اشرف المناظرہ

حضرۃ العلامہ مولانا محمد فاروق صاحب اترالوی نور اللہ مرقدہٗ

ایک صاحب جو اپنے کو محمد احمد مصباحی فیض آبادی کہتے تھے۔ ایک روز بوقت نماز مغرب آئے۔ موصوف شہر الٰہ آباد سے آئے تھے بیدآباد اسٹیشن سے اتر کر موضع بھوپت پور جا رہے تھے۔ راستے میں مولوی عمر فاروق عرف فخر الدین طالب علم مدرسہ جامعۂ فاروقیہ سے ملاقات ہو گئی۔ کچھ علمی گفتگو چھڑ گئی۔ مولوی فخر الدین نے ان سے کہا کہ ہمارے استاذ جناب مولانا محمد فاروق صاحب سے آپ ملیں تو آپ کو جواب انشاء اللہ معقول ملیگا۔ لہٰذا مولوی محمد احمد صاحب مصباحی طالب علم مذکور کے ساتھ اتراؤں آ گئے۔ اور بعد مغرب انھوں نے حضرت مولانا مدظلہم سے کچھ سوالات کئے۔ جن کے جوابات حضرت مولٰنا مدظلہم نے ان کو عنایت فرمائے۔ سوال وجواب کا سلسلہ مغرب سے عشاء تک رہا۔ چونکہ حضرت مولانا مدظلہم کی نشستگاہ مسجد کے دروازے ہی کے قریب ہے۔ گاؤں کے اکثر لوگ جو نماز پڑھنے کیلئے آئے

تھے ۔ ان کو معلوم ہوا کہ یہ مولوی صاحب کچھ سوال کرینگے تو سب لوگ ٹھہر گئے ۔ بعد میں کچھ اور لوگ بھی آ گئے ۔ اور اچھا خاصہ مجمع ہو گیا۔ مدرسہ کے مدرسین علماء اور طلباء بھی موجود تھے ۔ سوالات مناظرانہ ہی تھے ۔ لیکن سوال صرف مولوی صاحب کرتے رہے ۔ اور حضرت مولانا جواب دیتے رہے ۔ حضرت مولانا نے مناظرہ کا رنگ نہیں آنے دیا۔ اور خود کسی قسم کا سوال کرنے سے احتراز فرمایا ۔ اور نہایت خلوص اور محبت و متانت سے جوابات دیتے رہے ۔ اور مولوی محمد احمد صاحب بھی بہت ہی تہذیب اور ادب کے ساتھ سوالات کرتے رہے اور خوش خوش ہی سلام و مصافحہ کر کے رخصت ہوے۔

سوالات اور ان کے جوابات حسب ذیل ہیں ۔

مولوی محمد احمد مصباحی نے کہا ۔ کہ میں نے آپکے شاگرد طالب علم کے سامنے راستے میں کچھ علمی اشکالات رکھے تھے مگر وہ تشفی بخش جواب نہ دے سکے اور یہ کہا کہ اگر آپ کو کچھ سمجھنا ہو تو ہمارے مولانا صاحب سے چل کر پوچھئے ۔ اسی لئے میں حضرت کیخدمت میں حاضر ہو گیا ہوں ۔ حضرت میرے اشکال کو حل فرمائیں ۔

مولانا صاحب ۔ ارشاد فرمائیے کیا اشکال ہے

مولوی صاحب ۔ اللہ تعالیٰ نے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

عَلَّمَهُ الْبَیَانَ" فرمایا ہے

مولانا صاحب ۔ ہاں فرمایا ہے ۔ تو ؟

مولوی صاحب ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قرآن کا علم دیا ۔ اور قرآن شریف ہی میں قرآن شریف کے بارے میں فرمایا ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ" تو جب ہر شے کا واضح بیان قرآن میں موجود ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا بیان واضح رسول کو دیا ۔ مگر آج صبح قرآن شریف کی تلاوت کرتے وقت میں جب آیت " وما علمناہ الشعر وماینبغی لہ" پر پہونچا تو اشکال پیدا ہوا کہ جب شعر کا علم حضور کو نہیں تو کل چیزوں کا علم کہاں ہوا ؟ تو تبیانا لکل شی" کہنا کیسے صحیح ہے ؟

(بندہ مرتب کہتا ہے کہ درحقیقت مولوی صاحب کو اشکال وشکال کچھ نہیں تھا بلکہ وہ سوچے سمجھے تھے کہ تعارض ظاہر کرکے یہ کہیں گے کہ قرآن شریف میں تعارض ناممکن ہے تو حضرت مجیب کو مجبوراً تعارض کے رفع کرنیکے لئے ماننا پڑیگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم تھا ۔ مگر عطائی تھا ذاتی نہ تھا ۔ لہٰذا یہاں نفی ذاتی علم کی ہے عطائی کی نہیں بس تعارض نہ رہا ۔ مگر حضرت مجیب مدظلہم کے جواب باصواب سے مولوی صاحب کی ہوشیاری پر پانی پھر گیا ۔ اور بدعی عقیدہ کا تار و پود بکھر گیا)

مولانا صاحب نے فرمایا۔ آپکو درحقیقت "کل شیٔ"، کے لفظ سے مغالطہ ہوا ہے۔ یعنی یہاں کل شے کے معنی نہ جاننے کی وجہ سے آپ کو پریشانی ہوئی ہے۔ یہاں کل شیٔ کے معنی بعض شے یا اکثر شے کے ہیں۔ جس کا مفاد بھی بعض ہی ہے

مولوی صاحب۔ حضرت صاف صاف کل شیٔ کا لفظ موجود ہے تو کل سے کل نہ سمجھیں۔ بعض سمجھیں؟

مولانا صاحب۔ آخر علوم رذیلہ کو تو آپ قرآن شریف سے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معلومات سے خارج کرینگے ہی۔

مولوی صاحب۔ علوم رذیلہ مثلاً کون سے علوم ہیں؟

مولانا صاحب۔ ایک تو یہی جو آپکے لئے وجہ اشکال بن گیا۔ یعنی علم شعر، جسکے بارہیں خود اللہ تعالیٰ نے "وما ینبغی لہ" فرماکر اسکی رذالت کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسکے علاوہ دیگر علوم مثلاً علم سحر، کہانت، نجوم، جواشراب وغیرہ کا علم۔

مولوی صاحب۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب کل شیٔ کا لفظ آگیا تو کسی علم کی نفی کرنے سے کلام الٰہی میں تعارض لازم آئیگا یا نہیں؟ کل تو استغراق کیلئے آتا ہے

مولانا صاحب۔ بیشک کُل استغراق کیلئے آتا ہے

Scanned by CamScanner

مولوی صاحب ۔ اچھا حضرت یہ بتایئے کہ یہ کل افرادی ہے یا مجموعی؟
مولانا صاحب ۔ بھلا بتایئے ۔ کل مجموعی کیوں ہونے لگا ۔ افرادی ہونا بالکل ظاہر ہے ۔
مولوی صاحب ۔ جب یہ کل افرادی ہے تو یہ کُل استغراق کیلئے ہے ۔ بعض کے معنیٰ میں کیوں ہو گا ۔ استغراق تو یہ ہے کہ کوئی فرد نہ رہ جائے
مولانا صاحب ۔ استغراق کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک استغراق حقیقی ، دوسرا استغراق عرفی یا اضافی ۔ تو یہاں استغراق عرفی یا اضافی ہے ۔ استغراق حقیقی نہیں ہے ۔ لہٰذا یہاں تعارض ہی نہیں ہے
مولوی صاحب ۔ یہاں استغراق عرفی کی آپکے پاس کوئی دلیل ہے
مولانا صاحب ۔ جملہ مفسرین یہی فرماتے ہیں کہ کل شئ سے مراد کل ما یحتاج الیہ الدین " ہے
مولوی صاحب ۔ آپکے پاس تفسیر کی کوئی کتاب ہے
مولانا صاحب ۔ ہاں جلالین شریف ہے
مولوی صاحب ۔ ذرا منگایئے اور دکھایئے
جلالین شریف منگائی گئی ۔ اور چودھویں پارے کی وہ آیت تبیانا لکل شئ کھول کر دیدی گئی ۔ مولوی صاحب کچھ دیر تک اسکو دیکھتے رہے ۔ حاشیہ وغیرہ پر بھی نظر دوڑائی ۔ ان کو تفسیر جلالین میں یحتاج الیہ من امر الشریعۃ

کی ہوئی تفسیر نظر آئی تو پوچھا کہ اور کوئی تفسیر ہے۔ کہا گیا کہ ہاں مدارک ہے وہ بھی دیکھئے۔ اسکو بھی دیکھا۔ اسمیں بھی "من امور الدین" نظر آیا دیر تک دیکھنے کے بعد کہا ٹھیک ہے۔ پھر پوچھا بیضاوی ہے۔ کہا گیا کہ بیضاوی تو نہیں ہے۔ البتہ اس کا حوالہ بعض کتابوں میں ہے۔ اسمیں بھی یہی تفسیر کیگئی ہے۔ چنانچہ دکھلایا گیا۔ تبیانا لکل شئ من امور الدین علی التفصیل والاجمال بالاحالۃ علی السنۃ اوالقیاس اور تفصیلا لکل شئ یحتاج الیہ فی الدین اذما من امر دینی الاولہ سند من القرآن بوسط اوغیر وسط" دیکھنے کے بعد بولے ٹھیک ہے۔ اسمیں بھی دہی لکھا ہوا ہے۔

مولوی صاحب۔ اچھا حضرت ولا حبۃ فی الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین " کا کیا مطلب ہے

مولانا صاحب۔ یہاں کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے (اسکو بھی کہنے پر جلالین میں دکھلایا گیا)

مولوی صاحب۔ ٹھیک ہے۔ اچھا حضرت! کیا قرآن شریف میں بھی ایسی کوئی نص ہے جس سے معلوم ہو کہ تبیانا لکل شئ میں استغراق عرفی مانا جائے

مولانا صاحب۔ ہاں کیوں نہیں۔ اوّل تو اسکی آپکو ضرورت نہیں۔ اسکے لئے "وما علمناہ الشعر" موجود ہے۔ ایجاب کلی کے رفع کیلئے ایک جزئی

کا سلب کافی ہے۔ اور نصوص بھی ہیں۔ دیکھئے ملکۂ سبا کیلئے آیا ہے
وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ "، حالانکہ بداہتہً "کُل کا استغراق حقیقی ہونا محال ہے" اور
قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ " میں ماسوا اللہ سے
بدلیل حصر منتفی ہے۔

مولوی صاحب۔ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ " میں تو مِنْ تبعیضیہ ہے
مولانا صاحب۔ مِنْ تبعیضیہ کی تو کوئی دلیل نہیں۔ حضرات علماء نے
اس آیت کو استغراق عرفی ہی کی مثال میں پیش کی ہے۔ نیز مِن تبعیضیہ
لینے سے بھی معنی بھی فاسد ہوتے ہیں۔ کل کا افرادی ہونا تو متعین ہے
تو اب اگر مِن کی جگہ پر بعض رکھو تو ہوا "لبعض کل شئی" معنی یہ ہوئے کہ
ہر ہر چیز میں سے کچھ۔ تو کیا یہ صحیح ہے۔ اور استغراق حقیقی بقول آپ کے
پھر بھی رہا۔ جس کا بداہتہً محال ہونا بیان ہو چکا۔ لہٰذا مِن تبعیضیہ لینا غلط
ہے۔ استغراق کا ہونا صحیح ہے لیکن وہی عرفی و اضافی۔ حقیقی محال ہے
اور کُل کے استغراق اضافی کی یہی ایک نظیر نہیں۔ اور بھی نظائر ہیں۔
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

مولوی صاحب۔ قل لا یعلم الآیۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حصر صحیح ہے۔
لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے تو حصر بھی ذاتی ہی کا ہوا۔ لہٰذا رسول ؐ
سے ذاتی ہی کی نفی ہے۔ ذاتی کا اثبات غیر کیلئے محال ہے۔ عطائی کا

اثبات تو محال نہیں ۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حصر مانا جائے تو محال لازم آتا ہے ۔ کیونکہ نفی اور اثبات کا اجتماع لازم آتا ہے ۔ وہ اسطرح کہ "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" میں احداً نکرہ ہے اور اس پر نفی ہے ۔ اور نکرہ منفیہ آپ بھی جانتے ہیں کہ عموم کو مفید ہے لہٰذا لا یظہر سے سب کی نفی ہے ۔ پھر الا من ارتضی من رسول سے رسول کیلئے اثبات کیا ۔ تو اجتماع نفی اور اثبات کا لازم آیا ۔ اور حصر باطل ہوا

مولانا صاحب ۔ محال تو جب لازم آئے کہ جس چیز کی نفی ہو اسی کا اثبات ہو ۔ دونوں آیتوں میں علم وقتِ قیامت اور علم غیب بلا واسطہ اور کلی و محیط کی نفی ہے ۔ اور اثبات بالواسطہ بعض کا ہے ۔ اور استثناً منفصل ہے ۔ سو وقتِ قیامت کا کسی کو علم نہیں ۔ فرماتے ہیں ۔ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا " لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا " اور دیگر بعض علوم کا بھی علم تبانے سے اور ظاہر کرنیسے ہو سکتا ہے ۔ اور وہ علم غیب ہے بھی نہیں ۔ معلوم ہونے کے بعد وہ غیب کہاں رہا ۔ وہ تو شہادت ہو گیا ۔ اسکو غیب مجازاً باعتبار ما کان کے کہا جائیگا ۔ جیسے کہا جائے کہ فلاں ڈاکٹر کے یہاں اتنے بیمار تندرست ہو گئے ۔ یا فلاں بستی کے اتنے کافر مسلمان ہو گئے ۔ حالانکہ تندرست ہونے کے بعد بیمار

اور مسلمان ہونیکے بعد کافر کہنا صحیح نہیں ہے۔ مگر بیمار اور کافر جو کہا گیا تو باعتبار ماکان کے کہا گیا۔ اسی لئے تو لیظھر فرمایا یعنی لیطلع۔ مطلب یہ کہ ان پر ظاہر کیا گیا۔ اگر ظاہر نہ کرتے تو نہ معلوم ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ بعض باتوں کو اپنے مرتضی رسولوں پر ظاہر فرما دیتے ہیں۔ اور ان کو مطلع فرما دیتے ہیں۔ اور اسمیں رسولوں ہی کی تخصیص نہیں۔ غیر انبیاء پر بھی ظاہر فرما دیتے ہیں۔ انبیاء پر بذریعہ وحی دجبریل اور بذریعہ کشف والہام۔ اور غیر انبیاء کو بذریعہ انبیاء ورسل اور بذریعہ الہام وکشف۔ فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا الہام وکشف محتمل خطا نہیں۔ اور غیر انبیاء کا الہام وکشف محتمل خطا ہوتا ہے۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم اللہ تعالیٰ کے ظاہر اور اطلاع کرنے سے حاصل تھے۔ جو ذاتی تو تھے ہی نہیں۔ کلی اور محیط بھی نہ تھے۔ جنکو غیب اضافی کہا جاتا ہے۔

مولوی صاحب۔ کیا کشف بھی علم غیب ہے

مولانا صاحب۔ کشف بھی علم غیب اضافی کا فرد ہے اس علم میں کشف کا واسطہ ہے

مولوی صاحب۔ لیکن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے تو حضور سے کلی کی نفی تو کی ہی ہے۔ بعض کی نفی بھی کر دی ہے۔ انکے نزدیک

تو حضور کو بعض بھی حاصل نہیں ۔

مولانا صاحب ۔ مولانا نے کب اور کہاں کہا ہے

مولوی صاحب ۔ حفظ الایمان میں کہا ہے ۔ کیا حفظ الایمان یہاں ہے،

مولانا صاحب ۔ ہاں ہے ۔ مگر نکالنا پڑیگا ۔ آج کل کتابوں کی جلد سازی ہو رہی ہے ۔ اوران پر جٹ لگائے جا رہے ہیں ۔ اور کتابیں نکالنے والے لڑکے ہیں نہیں ۔ آپ فرمائیے تو سہی کیا لکھا ہے

مولوی صاحب ۔ عبارت یاد نہیں ہے ۔ کتاب ہی نکلوائیے

مولانا صاحب ۔ مجھے یاد ہے ۔ غالباً آپ یہی فرمانا چاہتے ہوں گے "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب ۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص، ایسا علم تو زید عمر و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون اور بہائم کو بھی حاصل ہیں کیونکہ

مولوی صاحب ۔ بس بس وہیں تک رہنے دیجئے ۔ یعنی بہائم کو بھی حاصل ہیں ۔ ہم کو یہی عبارت مطلوب ہے ۔ آگے اور زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں

مولانا صاحب ۔ نہیں ۔ وہ آگے والی عبارت ضروری ہے ۔ آپ لوگوں کو اسی آگے والی عبارت کے چھوڑ دینے ہی سے تو مغالطہ ہو رہا

ہے۔ یا دیدہ و دانستہ چھوڑ کر عوام کو مغالطہ دینا مقصود ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ "کیونکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے۔ تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

مولوی صاحب - خیر - دیکھئے مولانا اشرف علی صاحب حضور سے بعض کی نفی فرما رہے ہیں۔

مولانا صاحب - کہاں نفی فرما رہے ہیں

مولوی صاحب - دیکھئے کہہ رہے ہیں۔ کہ زید حضور کیلئے علم غیب ثابت مانتا ہے۔ تو کل تو اسلئے ثابت نہیں کہ عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ اور بعض اسلئے ثابت نہیں کہ ایسا علم فلاں فلاں کو حاصل ہے لہٰذا نہ کل مانا جائے نہ بعض

مولانا صاحب - واہ وا۔ آپنے زید کا حضور کیلئے علم غیب ثابت کرنا کس لفظ سے نکالا۔

مولوی صاحب - پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا جس کا مطلب تو یہ ہے کہ حضور کیلئے علم غیب کا ثابت کرنا

مولانا صاحب - آپ لوگ بھی پڑھ لکھ کر ایسی باتیں کرتے ہیں تعجب ہوتا ہے۔ حکم کے معنی بھی نہیں جانتے۔ بتایئے زید قائم میں حکم ہے یا نہیں؟ زید محکوم علیہ اور قائم محکوم بہ ہے یا نہیں۔

آیا زید پر قیام کا حکم ہے یا نہیں

مولوی صاحب ۔ ہاں زید پر قیام کا حکم ہے

مولانا صاحب ۔ حکم کے معنی ہیں لنسبۃ امر الی امر اٰخر ایجاباً او سلباً "، تو زید کیطرف جب قیام کی نسبت کیگئی ۔ تو اسپر قیام کا حکم کیا گیا ۔ تو کہا گیا زید قائم ، تو زید پر جب علم غیب کا حکم کیا جائیگا تو یہی نا کہا جائیگا کہ زید عالم الغیب ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر جب علم غیب کا حکم کیا جائیگا تو یہی نا کہا جائیگا کہ رسول اللہ عالم الغیب "

مولوی صاحب ۔ نہیں ۔ کہا جائیگا رسول اللہ عالم لبعض الغیب "

مولانا صاحب ۔ خیر اتنا تو آپنے تسلیم کر لیا کہ عالمؐ کہا جائیگا لیکن بعض کی قید لگا دی ۔ یہ لبعض کی پخ کیسی ۔

مولوی صاحب ۔ مولانا بعض ہی کے بارےمیں گفتگو کر رہے ہیں نا ۔

مولانا صاحب ۔ مولانا تو مطلق علم کی تشقیق کل یا بعض سے فرما رہے ہیں ۔ اور مطلق علم پر حکم کی بات کر رہے ہیں ۔ کیا بعض کی تشقیق کل یا بعض سے فرما رہے ہیں ۔ بندۂ خدا ! مولانا یہاں حضور کے علم غیب کے بارے میں گفتگو نہیں فرما رہے ہیں ۔ بلکہ اس پر گفتگو فرما رہے ہیں کہ آیا حضور کو عالم الغیب کہنا چاہئے یا نہیں ۔ چنانچہ فرما رہے ہیں کہ نہ کہنا چاہئے

نہ کل کیوجہ سے نہ بعض کیوجہ سے ۔ تو یہاں علم غیب کی گفتگو نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کی گفتگو ہے ۔ مولانا عالم الغیب کے اطلاق کے ناجائز ہونے کی دلیل ارشاد فرمارہے ہیں ۔

مولوی صاحب ۔ اسکی کیا ضرورت تھی ۔ علم غیب کی گفتگو کرنی چاہئے نہ کہ عالم الغیب کہنے نہ کہنے کی

مولانا صاحب ۔ اسطرح کیا آپ ہر عالم کے ہر مسئلہ کے بارے میں فرمائیں گے کہ اس مسئلہ کے بیان کرنیکی کیا ضرورت تھی ۔ ہوگی کوئی ضرورت ؟ یہ دیکھئے کہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط ! مگر یہاں تو ضرورت بالکل ظاہر ہے ۔ وہ یہ کہ ایک سوال کا جواب ہے ۔ سوال یہی کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا چاہیئے یا نہیں ! جائز ہے یا نہیں ؟ اسی کا جواب مولانا دے رہے ہیں ۔ آپکا کیا مطلب ہے سوال کچھ ہو اور جواب کچھ ہو ۔ جس چیز کا سوال ہے اسی چیز کا جواب ہے

مولوی صاحب ۔ تو مولانا کو اتنا کہدینا کافی تھا کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں !

مولانا صاحب ۔ یہ معتقد کیلئے ہے ۔ غیر معتقد کیلئے تو دلیل بیان کرنا ضروری ہے ۔ اس پر بھی تو نہیں مان رہے ہیں ۔ ہر عالم ایسا کرتا ہے اور سائل کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ سوال کا جواب ہو اور صحیح جواب ہو ۔ بلا دلیل

جواب کے صحیح یا غلط ہونے کا پتہ کیسے چلیگا! یہ تو حضرات علماء کا احسان ہے۔ اسکی قدر نہ کرنا احسان فراموشی ہے۔

مولوی صاحب - دلیل بیان کی تو ایسی کہ حضور کی توہین لازم آگئی اور حضور کے علم کو زید عمرو وغیرہ کے علم کے مساوی ثابت کر دیا۔

مولانا صاحب - غلط ہے۔ آپ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ مولانا تھانوی تو پوچھ رہے ہیں کہ اے زید! تو جو حضور کو عالم الغیب کہہ رہا ہے۔ تو کس بناء پر کہہ رہا ہے؟ کل علوم کی بناء پر کہہ رہا ہے یا بعض علوم کی بناء پر۔ اگر بعض کی بناء پر کہہ رہا ہے تو جس کو جس کو بعض علوم حاصل ہوں سب کو عالم الغیب کہہ۔ کیونکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں سب کو عالم الغیب کہنا پڑیگا۔ حضور کی تخصیص نہ رہ جائیگی۔ اس پر سائل کہے کہ میں سب کو عالم الغیب کہوں گا۔ تو مولانا فرمارہے ہیں کہ پھر اس صورت میں اسکو منجملہ کمالاتِ نبویہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جسمیں نبی اور غیر نبی دونوں شامل ہوں۔ اور اگر کہے کہ نہیں میں صرف حضور ہی کو کہوں گا تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے

مولوی صاحب - بعض علوم کہہ رہے ہیں۔ اور علوم جمع ہے۔ اور جمع کم از کم تین ہوتا ہے۔ تو ہر ایک کیلئے تین علوم کا ثبوت ضروری ہے

مولانا صاحب۔ آپ کیسی جہالت کی باتیں کر رہے ہیں۔ ارے علوم کہہ رہے ہیں۔ یا بعض علوم کہہ رہے ہیں۔ بعض مضاف ہے۔ اور علوم مضاف الیہ، مضاف مقصود ہوتا ہے یا مضاف الیہ۔ اور بعض عام ہے اور مطلق ہے۔ ایک پر بھی اس کا اطلاق صحیح ہے۔ اور سو پچاس پر بھی صحیح ہے۔ اور ایک کم کُل کو بھی بعض کہینگے۔ یعنی اگر حضور کو کل علوم میں سے ایک علم حاصل ہے تو بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور کو بعض علوم حاصل ہے۔ اور سو پچاس علوم حاصل ہیں تب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور کو بعض علوم حاصل ہے۔ اور ایک کم کل حاصل ہے تب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور کو بعض علوم حاصل ہے۔ اسیطرح زید کو اگر ایک کم کل حاصل ہے تو بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ زید کو بعض علوم حاصل ہے اور اگر اسکو سو پچاس علوم حاصل ہیں تب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ زید کو بعض علوم حاصل ہے۔ اور ایک علم حاصل ہے تب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ زید کو بعض علوم حاصل ہے۔

ایسی صورت میں بعضیت میں نبی اور غیر نبی کا اشتراک ظاہر ہے تو زید ایسا دعویٰ کیوں کرے کہ جسکی بنا پر مساوات لازم آئے۔ مولانا تو توہین سے تحذیر فرما رہے ہیں۔ کہ ایسی بات مت کہو جس سے حضور کا کوئی کمال ثابت نہ ہو۔ اور مساوات کا ایہام ہو۔ رہا غیر انبیا کو

بعض علوم غیبیہ کا حاصل ہونا۔ تو مشاہدہ سے بداہتہً ثابت ہے جسکے لئے ایمان بھی شرط نہیں ۔ اور انسان ہونا بھی شرط نہیں

مولوی صاحب ۔ اسکی کوئی مثال ہے ۔

مولانا صاحب ۔ بعض جوگیوں تک کو کشف سے امور غیبیہ و مخفیہ کا علم ہو جاتا ہے ۔ اور مومنین کو اخیار ابنیاء نیز بذریعہ کشف والہام"

مولوی صاحب ۔ اچھا حضرت! مفسر قرآن حضرت مجاہد کا فرمانا کہ قرآن میں سارے علوم موجود ہیں ۔ کسی کے پوچھنے پر کہ کیا مسافر خانہ کا ذکر بھی قرآن میں ہے ۔ اس پر ان کا فرمانا کہ ہاں! اور اس دعویٰ کے ثبوت میں قرآن کی ایک آیت کا پڑھ دینا ۔ اور حضرت ابن عباسؓ کا فرمانا کہ اگر اونٹ کی رسی کوئی پوچھے گا تو میں قرآن سے اس کا ثبوت دونگا آپ اسکو مانتے ہیں یا نہیں ۔ مجھے یاد نہیں کہ یہ روایتیں میری نظر سے کہاں گذری ہیں

مولانا صاحب ۔ ہاں ہاں! یہ روایتیں میری نظر سے بھی گذری ہیں"

مولوی صاحب ۔ لیجئے! آپ کو بھی تسلیم ہے ۔ تو آیا یہ حدیث ہے یا نہیں؟

مولانا صاحب ۔ مجھے انکار نہیں ۔ اور تسلیم کرنا بغیر ثبوت کے ضروری بھی نہیں ۔ حضرت مجاہد کا قول تو حدیث نہیں ۔

مولوی صاحب ۔ تو کیا حضرت اس حدیث کا سرے انکار کر رہے ہیں ۔

مولانا صاحب۔ میں نے انکار کہاں کیا۔ فرض کیجئے یہ حدیث ہے تو؟
مولوی صاحب۔ توجن مفسرین نے تبیانا لکل شیٔ میں امور دین کی قید لگائی ہے۔ یہ قید لگانا صحیح نہ ہوگا۔ دین و دنیا کے کل علوم کا ثبوت حضور کیلئے ہو جائے گا۔ تب پھر کل شیٔ میں استغراق حقیقی ہوگا۔
مولانا صاحب۔ جب نصوص قطعیہ سے بعض علوم کی نفی ثابت ہے تو دلائل ظنیہ سے معارضہ صحیح نہ ہوگا۔ استغراق عرفی کا ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ اوّل تو ان روایتوں کا معتبر ہونا ثبوت پر موقوف ہے۔ اگر ثبوت ہو تو ظنی ہی ہونگی۔ یا تو اب ان کا انکار کیا جائے یا ایسی طرح تاویل کیجائے کہ وہ دلائل قطعیہ کے معارض نہ ہوں موافق ہو جائیں۔ مخالف نہ رہیں۔
مولوی صاحب۔ تو پھر اسکی تاویل کیا ہے
مولانا صاحب۔ دلائل قطعی سے ثابت شدہ مسئلہ مسلّمہ فریقین ہے۔ تو پھر اسکے معارض دلائل ظنیہ کی تاویل دونوں فریقوں کے ذمّہ ہے۔ میں ہی کیوں کروں۔ آپ بھی تاویل کریں
مولوی صاحب۔ آپ تاویل ارشاد فرمائیں۔ آپکی تاویل اور شان کی ہوگی۔ علمی ہوگی۔ میں کتابوں میں تلاش کر کے وہ روایتیں لکھکر حضرت کی خدمت میں پیش کرونگا۔ آپ دو لفظوں میں اسکی تاویل ارشاد فرمائیے گا

تاویل مختصر ہو، علمی ہو، مجھکو سمجھنا ہے عوام سے کام نہیں۔
مولانا صاحب۔ بہت بہتر! آپ تحریر فرمائیے گا۔ میں غور کرونگا۔ جو کچھ مجھے آتا ہے عرض کرونگا۔ اول تو نصوص قطعیہ کے بعد اسکی ضرورت نہیں۔ مگر خیر۔ آپ لکھئے گا۔ اور آپ کو اجازت ہے کہ آپ جو جی چاہے پوچھیں۔ اگر میرے سمجھ میں آئیگا۔ عرض کرونگا۔ آپکا گھر ہے۔ جب جی چاہے بے تکلف تشریف لائیں۔
مولوی صاحب۔ انشاءاللہ میں دو تین دن میں بہت جلد آپکی خدمت میں حاضر ہونگا۔ اسوقت جلدی ہے۔ اجازت چاہتا ہوں۔ اور کچھ گستاخی ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ السلام علیکم
مولانا صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
پھر مصافحہ کر کے مولوی صاحب اذانِ عشاء کے بعد نماز سے پہلے ہی رخصت ہو گئے۔

مولوی صاحب کے رخصت ہونیکے بعد ہم لوگوں نے حضرت مولانا سے سوال کیا کہ آیت قل لا یعلم الخ میں اللہ تعالیٰ کا استثناء کل سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔ عطائی محال ہے۔ لہٰذا کیوں نہ کہا جائے کہ کل عالم سے نفی ذاتی کی ہے عطائی کی نہیں۔

حضرت مولانا نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اسمیں تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے عطائی محال ہے اور غیر اللہ کیلئے اسکے برعکس ہے۔ مومن ہو یا کافر ہو کسی کو اللہ کیلئے عطائی اور غیر اللہ کیلئے ذاتی کا واہمہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ ذاتی طور پر جانتا ہے اور غیر اللہ ہمارے عطا کرنے سے علم کلی اور محیط رکھتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی عالم الغیب ہونیکی کوئی دلیل نہیں۔ بتانے اور ظاہر کرنے اطلاع کرنے یا اعجازاً وکرامۃً اگر کسی کو غیب کا علم احیاناً حاصل ہو گیا تو اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ عطائی طور پر عالم الغیب ہے۔ آیت پاک میں موضوع ذاتی اور عطائی کی تقسیم نہیں ہے۔ اثبات علم اور نفی علم کی بحث ہے۔ غیر اللہ سے اس صفت کی بالکل نفی ہے۔ اور اللہ کیلئے اثبات ہے یہ دوسری بات ہے کہ حق تعالیٰ کی جتنی صفات ہیں وہ سب ذاتی ہیں۔ اسکا اثبات ہوگا تو لامحالہ ذاتی ہی کا ہوگا۔ اور غیر اللہ سے نفی واثبات عطائی ہی کا ہوگا۔ خواہ دعویٰ کیا جائے۔ یا نہ کیا جائے۔

حاصل یہ کہ غیب کا علم کسی کو نہیں۔ صرف اللہ کو ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی غیر اللہ کو نہ ذاتی علم نہ عطائی۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَلَا لَہُ الْخَلْقُ میں غیر اللہ کی معبودیت اور خالقیت کی نفی ہے یا نہیں۔ اور اللہ کیلئے اثبات ہے یا نہیں! ظاہر ہے کہ معبودیت اور خالقیت اللہ کی ذاتی ہے عطائی نہیں۔ تو کیا یہاں غیر اللہ سے ذاتی معبودیت اور ذاتی خالقیت کی نفی مطلوب ہے؟ یا ذاتی اور عطائی ہر دو کی نفی ہے ورنہ ماننا پڑیگا کہ غیر اللہ سے عطائی معبودیت اور عطائی خالقیت کی نفی نہیں ہے۔ لہٰذا کہا جائے کہ غیر اللہ بھی معبود، خالق اور رازق وغیرہ ہیں۔ مگر عطائی "کیا اس کہنے کی کوئی اجازت دیگا۔ ذرا بھی انصاف اور حقانیت سے مس ہوگا تو ہرگز اجازت نہ دے گا

رضاخانی بدعتی حضور کیلئے اسیطرح روافض اپنے ائمہ کیلئے لفظ کل سے علم کلی عطائی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جب کلی کا اثبات ہو جائیگا تو وما علمنا الشعر وغیرہ نصوص سے جب بوجہ سلب جزئی تعارض لازم آئیگا۔ تو رفع تعارض کے بہانے یہ کہیں گے کہ یہاں سلب ذاتی کا ہے۔ یعنی جزئی ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نفی نہیں ہے۔ لہٰذا تعارض نہیں ہے اور اپنا عقیدہ منوا دیںگے

یہی ہوشیاری اور چالاکی مولوی صاحب کرنا چاہتے تھے۔ مگر جب کل کا استغراق حقیقی ہونا ثابت نہ ہو سکا۔ تو بس کامیاب نہ ہو سکے"

ساتھ ہی ساتھ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اسی پردے میں ہاتھ صاف کرنا چاہتے تھے۔ الحمدللہ یہ بھی نہ ہو سکا۔

مولوی صاحب موصوف وعدہ کر کے گئے تھے کہ میں دو تین روز کے بعد حاضر خدمت ہونگا۔ مگر آنیکے بجائے انھوں نے چند سوالات لکھکر بھیجدیئے اور کہلایا کہ جلد از جلد اس کا جواب دیجئے۔ حضرت مولانا نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھے اتنی فرصت تو نہیں۔ پڑھنے پڑھانے میں مشغولیت رہتی ہے۔ اطمینان سے جواب دونگا۔ تاہم حضرت نے فوراً ہی جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اور اختصار کے ساتھ جواب سے فارغ ہوکر بندہ کے حوالے کر دیا۔ اور شہر الٰہ آباد ضرورت سے تشریف لے گئے۔ بندہ جواب لیکر بھویت پورا اپنے ہاتھ سے مولوی صاحب کے حوالے کرنیکے لئے پہونچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ فساد انگیزی کیوجہ سے مولوی صاحب کو یہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ میں واپس آگیا:

ادھر والد محترم حضرت مولانا صاحب کو شہر میں ایک پوسٹر ملا جس میں مولوی صاحب موصوف نے اپنی جماعتی روایت جو خانصاحب بریلوی سے ورثے میں ملی ہے) کے مطابق حد درجہ دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے جیتا جاگتا جھوٹ یہ لکھا کہ وہ (حضرت والا دامت برکاتہم) ہماری باتوں کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ اور پھر اسمیں من وعن وہی سوالات (جو

یہاں بھیجے تھے اور جسکو بھیجے ہوئے دو تین روز سے زیادہ نہ ہوئے تھے)
نقل کر کے "مسلمانوں جھوشیل" کے نام سے ایک اشتہار شائع کر دیا
جسمیں لکھا کہ مولانا محمد فاروق صاحب ہمارے سوالات کے جواب دینے
سے قاصر رہے (استغفر اللہ)

ناظرین کرام خود ہی ملاحظہ فرمالیں۔ کہ کون سا سوال
باقی رہ گیا جسکا جواب نہیں دیا گیا ۔ اور فیصلہ کریں کہ "جھوٹ" جیسے
گناہ عظیم کے مرتکب ہو کر مولوی صاحب "مجرم" ہوئے یا نہیں؟
اور یا مولوی صاحب ہی بتا دیں کہ کون سا سوال رہ گیا جس کا جواب انھیں
نہیں دیا گیا ۔

"آئندہ صفحے پر سوالات کے جوابات ملاحظ فرمادیں"

سوالات کی تعداد پانچ ہے
علحدہ علحدہ ہر سوال معہ جواب ناظرین کی
سہولت کیلئے درج کیا جارہا ہے

سوالِ اوّل - علم غیب اور کشف کی تعریف معہ طرد و عکس کرتے ہوئے یہ تحریر کریں کہ علوم رذیلہ علم غیب میں شامل ہیں یا نہیں؟ ذرا سمجھ کر جواب تحریر فرمائیں کیونکہ اس سے پہلے آپ داخل مان چکے ہیں۔ علم غیب اور کشف کے درمیان نسب اربعہ تساوی و تباین، عموم خصوص مطلق، عموم خصوص من وجہ میں سے کون سی نسبت ہے

جواب:- فی شرح القائد وشرح فقہ الاکبر الغیب
"امر تفرد بہ سبحانہ وتعالیٰ ولا سبیل الیہ بالعباد الا باعلام منہ او الہام بطریق المعجزہ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن ذلک"
وفی البیضاوی: المراد بہ (ای الغیب) الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بدیہۃ العقل۔

وفی مدارک التنزیل: الغیب ہو مالم یقم علیہ
دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق۔
وفی مفردات القران: للامام الراغب الاصفہانی۔
العلم الغیب مالا یقع تحت الحواس ولا تقضیہ بداہۃ
العقول وانما یعلم بخبر الانبیاء۔
وفی جامع العلوم: الکشف فی اللغۃ رفع الحجاب
وفی الاصطلاح ہو الاطلاع علی ماوراء الحجاب من المعانی
العلیہ والامور الخفیہ وجوداً وشہوداً۔
وفی شرح فقہ الاکبر: قال ابو سلیمان دارانی —
الفراسۃ مکاشفۃ النفس ومعاینۃ الغیب وفراسۃ ریاضیہ
وہی اللتی تحصل بالجوع والسہر والتخلّی، فان النّفس
اذا تجردت عن العوائق والعلائق بالخلائق صا ولہامن
الفراستہ والکشف بحسب تجردہا وہذا مشترکۃ بین ا
لمؤمن والکافر ولا تدل علی الایمان ولا ولایہ ولا تکشف
عن حق نافع ولا عن طریق مستقیم بل کشفہا من جنس
فراستہ الولاۃ واصحاب عبارۃ الرؤیا والاطباء وغیرہم۔

وفراسة خلقيه فاستدلال بالخلق علی الخلق الخ
والحاصل ان کشف العلم بالامور الشرعیة تمیز
من کشف الامور الکونیة
علم غیب حقیقی خاصہ خداوندی ہے۔ پس علم غیب حقیقی اور کشف کے درمیان مباینۃ ہے۔ مثلاً دوسرے کے دل کی بات کا علم کشف ہے۔ جو علم غیب خاصہ خداوندی ہے وہ بلا وسائط ہے۔ اور جو علم بذریعہ کشف ہو اسمیں کشف واسطہ ہے۔ اسلئے وہ علم غیب نہیں ہے کیونکہ وہ خاصہ حق ہے۔ اسکو غیب مطلق، یا غیب حقیقی، یا غیب الغیب کہتے ہیں۔ جو غیر اللہ کیلئے ممکن ہی نہیں۔

"قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ"

اور ایک علم غیب اضافی ہے جسکی اضافت انبیاء و غیر انبیاء کیطرف کیجا سکتی ہے۔ یہ غیب وہ ہے کہ ایک کو علم ہے مگر دوسرے سے مخفی اور غائب ہے ولعبارۃ اخریٰ "الغیب لا یخلوا ما ان یوخذ الغیب بالنسبۃ الی عالمہ ویراد بہ ما ھو غائب عن عالمہ او یوخذ مطلقاً سواء کان الغیب غیبا عن عالمہ او عن غیرہ "
والغائب عن غیر عالمہ لا ینحصر علمہ فی اللہ تعالیٰ اصلاً "
غیر اللہ کو جو علم ہوتا ہے وہ بوسائط ہوتا ہے۔ وسائط مختلف ہیں۔ وحی،

الہام ، فراست ، کشف اور اخبار و اعلام"

قال الملا علی قاری فی المرقاۃ العلم نور فی قلب المومن وھو مقتبس من مصابیح مشکوٰۃ النبوۃ من الاقوال الاحمدیہ والافعال المحمدیہ یھتدی بہ الی اللہ وصفاتہ واحکامہ وافعالہ، فان حصل بواسطۃ البشر فھو کسبی والا وھو العلم اللدنی الذی ینقسم الی الوحی والالہام والفراسۃ

پس علم غیب اضافی کلی اور عام ہے ۔ اور کشف خاص اور علم کا فرد ہے لہٰذا ہر دو کے درمیان نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے

جاننا چاہئے کہ علم تابع معلوم ہے معلوم شریف بھی ہوتا ہے اور رذیل بھی ، علم معلوم شریف شریف ، اور علم معلوم رذیل رذیل ، ہے گو بعض حیثیت سے شریف و رذیل نہ ہو ۔ الہام وکشف ، شریف و رذیل سب کا ہوتا ہے ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا "

معلومات مخفیہ عن الغیر کا علم "علم غیب" نہیں تو کیا ہے گو اضافی ہو ۔ اور یہی علم انبیا اور غیر انبیا کے لئے ممکن ہے ۔ پس علوم شریفہ و رذیلہ سب انبیا اور غیر انبیا کیلئے ممکن ہے ۔ مگر حق تعالیٰ شانہ نے " وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ " فرماکر اشارۃً فرمادیا کہ مالاینبغی علوم سے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک رکھا ہے "

فان کشف العلم بالامور الشرعیہ خیر من کشف الامور الکونیہ ۔
کما مر آنفاً بحوالۃ الشرح الفقہ الاکبر

والیضاً الکشف مشترکۃ بین المؤمن والکافر کما مرھٰذا ایضاً
والالہام نوع من انواع الکشف ومعنی الالہام القاء المعنیٰ
فی القلب بلا اکتساب واستفاضۃ،
والکاھن ھو الذی یخبر عن الکوائن فی مستقبل الزمان ویدعی
معرفۃ الاسرار والاطلاع علی المغیبات سواء کان بلا واسطۃ او
بواسطۃ الجن........ ولتصدیق الکاھن بما یخبرہ عن الغیب کفر؛
کاہن غیب کی خبریں دیا کرتے تھے۔ کچھ سچی ہوتی تھیں۔ کچھ جھوٹی یہ مشہور
بات ہے
علامہ ابن خلدون مقدمہ ص۲۵۷ پر فرماتے ہیں۔
"ونفوس الکھنۃ بھا خاصیۃ الاطلاع علی المغیبات بقوی شیطانیۃ"
بخاری شریف میں ہے
عن اسید بن حضیر قال بینما یقرأ من اللیل سورۃ البقرۃ۔ وفرسہ مربوطۃ
عندہ اذ جالت الفرس فسکت، فسکنت، فقرأ فجالت فسکت فسکنت
الفرس ثم قرأ فجالت وکان ابنہ یحیی قریباً منہ فالفرق فاخرہ ثم رفع
راسہ الی السماء فاذا مثل الظلۃ فیھا امثال المصابیح فلما اصبح
حدث بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: اوتدری ماذاک قال
لا قال تلک الملائکۃ دنت لصوتک ولو قرأت لاصبحت ینظر الیھا

الناس لا تتواری منهم"

اس حدیث سے صحابی نیز ان کے فرس کا کشف ثابت ہوا جو کہ علم غیب اضافی ہے

بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ میں حدیث ہے۔ عن ابن عمر فی قصۃ ابن صیاد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماذا تری قال یاتینی صادق وکاذب، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلط علیک الامر، ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قد خبأت لک خبیأ (بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے دل میں یہ آیت سوچ لی تھی۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین) فقال ابن صیاد ھو الدخ (دخان)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اخسأ فلم تعد وقدرک" الحدیث

اس سے اہل باطل کا علم غیب ثابت ہوا۔

مشکوٰۃ شریف میں بروایۃ البخاری فی باب مشی الجنازۃ حدیث ہے

عن ابی سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاهلها یا ویلها این تذهبون بها یسمعون صوتها

کل شیٔ الا الانسان ولو سمع لصعق "۔
دوسری روایت مشکوۃ ہی میں باب اثبات القبر بروایۃ احمد وابی داؤد سیدنا براء بن عازب سے طویل حدیث ہے۔ آخر میں ہے کہ کافر کو جب عذاب دیا جائیگا۔ اور اندھے اور بہرے فرشتے اس پر مسلط کئے جائینگے۔ اور انکے ساتھ لوہے کے گرز ہونگے لوضرب بہا علی جبل لصار ترابا فیضربہ بہا ضربۃ یسمعہا ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا ثم یعاد فیہ الروح (رواہ احمد وابوداؤد)
اس سے جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بعض علوم غیبیہ بالمعنی الاعم کا اثبات ہوا یا نہیں، اور بنجوائے ولا یحیطون بشیٔ من علمہ "اور ولا یحیطون بہ علما دلائل قطعیہ سے جمیع غیر اللہ سے علوم غیبیہ بالمعنی الاخص یعنی کل اور محیط منتفی ہے یا نہیں۔ پس بعض کا ثبوت ہوا۔ لہٰذا نبی اور غیر نبی ہر دو میں بالمعنی الاعم یعنی مطلق بعض علوم غیبیہ کا ثبوت ہوا کثیر وقلیل، شریف ورذیل اور تشبیہ وتمثیل سے قطع نظر صاحب حفظ الایمان کے قول "، ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا " کے کیا معنی ہیں۔
اس دن زبانی گفتگو میں تو آپنے تسلیم کیا تھا کہ یہاں گفتگو ذات مقدسہ پر عالم الغیب کے اطلاق میں ہے۔ علم نبی کے بارے میں قطعاً بحث نہیں ہے متکلم تو زید سے پوچھتا ہے کہ لفظ مذکور کے اطلاق کی تیرے نزدیک

علت کیا ہے۔ اگر کل ہے تو عند الکل باطل، اور بعض ہے تو اس علت کا جہاں تحقق ہوگا معلول متحقق ہوگا۔ کثرت مخرج بعضیت نہیں۔ کُل اور جز کے علاوہ کوئی اور شق نہیں۔ لہٰذا حکم مذکور کے اطلاق میں نفس بعضیت میں اشتراک و یکسانیت لازم آجائیگی باوصف قلیل و رذیل اور کثیر و شریف میں افتراق و مغائرت کے۔ پس چاہیے کہ زید حکم مذکور کا اطلاق نہ کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ارواحنا وآبائُنا وامہاتنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کے جامع ہیں۔ جسمیں دوسرے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام بھی آپکے مماثل نہیں۔ چہ جائیکہ زید، عمرو، صبی، مجنون، حیوانات وبہائم، نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ

حضرت مولانا تھانوی ؒ اس قول میں متفرد بھی نہیں۔ کئی صدی پیشتر کے مسلم الکل ائمہ کے اقوال بین علماء اہلسنت متداول کتب میں موجود ہیں۔

شرح مواقف میں حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فلاسفہ کے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ الاطلاع علی جمیع المغیبات لایجب للنبی اتفاقا منا ومنکم ولہٰذا قال سید الانبیاء ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء، والبعض ای

Scanned by CamScanner

الاطلاع علی البعض لایختص به ای بالنبی کما اقررتم به حیث جوزتموه للمرتاضین والمرصاد والنائمین فلا یتمیز النبی من غیر النبی۔
(الموقف السادس فی النبوۃ صلا جلد ثالث)
مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی میں ہے وان ارادوا الاطلاع علی بعضہا فلا یکون ذلک خاصۃ للنبی اذ ما من احد الا ویجوز ان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقیۃ تعلم وایضاً النفوس البشریۃ کلہا متحدۃ بالنوع فلا یختلف حقیقتہا بالصفاء والکدر فما جاز لبعض جاز ان یکون لبعض آخر فلا یکون الاطلاع خاصۃ للنبی (مطالع الانظار شرح حاشیہ شرح مواقف ص۳۳۶ ج ا ول طبع)
ان اقوال سے غیر انبیاء کیلئے بعض علوم غیبیہ کا ثبوت ظاہر ہے۔
تفسیر مدارک میں ہے (یُلْقُوْنَ السَّمْعَ) ھم الشیاطین کانوا قبل ان یحجبوا بالرجم یستمعون الی الملاء الاعلیٰ فیحفظون بما یتکلمون به مما اطلعوا علیه من الغیوب ثم یوحون الیٰ اولیاءھم الخ اس سے ظاہر ہے کہ شیاطین کو بھی بعض مغیبات کا علم ہوتا ہے
مدارک ہی میں (اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ) کے تحت فرماتے ہیں۔ الا رسولاً قد ارتضاہ لعلم بعض الغیب لیکون اخبارہ معجزۃ له فانه یطلعه علی غیبه ماشاء (من رسول) بیان لمن ارتضیٰ والولی اذا اخبر بشئ فظهر فهو غیر جازم علیه ولکنه اخبر بناء علی رؤیاہ او بالفراسۃ علی ان کل کرامۃ للولی فهی

معجزة للرسول وذكر فی التاویلات قال بعضهم فی هٰذه الآیة تکذیب المنجمة ولیس کذٰلک فان فیهم من یصدق خبره وکذٰلک المتطببة یعرفون طبائع النبات وذا لا یعرف بالتامل فعلمنا انهم وقفوا علی علمه من جهة رسول انقطع اثره وبقی علمه فی الخلق (اورحاشیہ الاکلیل میں ہے) فان فیهم من یصدق خبره کے تحت فرماتے ہیں۔ ولیعرف المطالع والمشارق والمغارب والکواکب التی بها یتولد الخلق والتی یقع علیه التغیر والتبدل فی ذلک لانا لانوقف علی علمه بالتامل والتدبر (تاویلات) تفسیر روح البیان میں ہے (اگرچہ یہ تفسیر معتبر علیہ نہیں) عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ یطلع قال ابن الشیخ انه تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص به علمه الا المرتضی الذی یکون رسولاً وما لا یختص به یطلع غیر الرسول ایضاً اِمّا بتوسیط الانبیاء او بنصب الدلائل وترتیب المقدمات او بان یلهم اللّٰه تعالیٰ لبعض الاولیاء وقوع لبعض المغیبات فی المستقبل۔ اس سے بھی غیر رسول کیلئے بعض مغیبات کا علم ہونا ثابت ہوتا ہے

عن سعد بن ابی وقاص قال رأیت علی یمین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی شماله یوم احد رجلین علیهما ثیاب بیض یقاتلان کاشد القتال ما رأیتهما قبل ولا بعد یعنی جبریل ومیکائیل علیهما السلام (اخرجہ الشیخان) حضرات جبریل ومیکائیل علیهما السلام کا مکشوف ہونا حدیث میں صریحاً مذکور ہے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالے جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ وقال بن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا فیہ وقال فیہ عمر الا نزل القرآن فیہ علی نحو ما قال عمر (رواہ الترمذی)

الہام و فراست صادقہ کا ثبوت حدیث سے ظاہر ہے اور درحقیقت یہ انواع کشف سے ہے (کما قال الامام التھانوی فی التکشف ص۳۷۷)

عن انس قصۃ غزوہ احد من قول انس بن النضر قال یا سعد معاذ الجنۃ ورب النضر انی لاجد ریحھا من دون احد (رواہ الشیخان)

عالم غیب کی اشیاء کا منکشف ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا۔

مرض مالیخولیا یعنی جنون کے بارمیں شرح اسباب ص۶۹ پر لکھا ہے

اذا بلغ الفساد الی حد یظن انہ یعلم الغیب وکثیرا ما یخبر بما سیکون قبل کونہ "

یہ کثیر نصوص و اقوال ہیں سے چند نصوص و اقوال نمونۃً ذکر کئے گئے جن سے اچھی طرح ثابت ہوا کہ غیر رسول حتی کہ شیاطین و مجانین و حیوانات و بہائم کو بھی بعض مغیبات کا علم ہوتا ہے۔ جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی۔ خاں صاحب بریلوی کے دادا پیر اپنی کتاب خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ص۱۵ پر رقمطراز ہیں "

علم غیب صفت ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو شخص رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے۔ اسواسطے کہ آپکو بذریعہ وحی امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا۔ جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع المخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے "

تائیداً خود مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی ان تصریحات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ اضافیہ کا علم غیر انبیاء حتیٰ کہ حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہوتا ہے"

چنانچہ ملفوظات اعلیٰحضرت میں خاں صاحب اپنے والد بزرگوار کی ایک پیشنگوئی کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ یہ چودہ برس کی پیشنگوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کفش برداروں علوم غیب دیتا ہے (واضح رہے کہ یہ خانصاحب کے والد بزرگوار کا کشف ہی تھا جسے خانصاحب علم غیب کہہ رہے ہیں)

اور ملفوظات حصہ چہارم ص۱۱ پر کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے (جنکے ولی اللہ ہونیکی خود تصریح کی) ایک صاحب کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی کہ ہم مصر گئے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اسکے پاس ایک گدھا ہے اسکی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھدی جاتی ہے۔ اس گدھے سے

پوچھاجاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جسکے پاس وہ چیز ہوتی ہے۔ اسکے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے"۔ اسکے بعد خانصاحب فرماتے ہیں کہ بس یہ سمجھئے کہ وہ صفت جو غیر انسانوں کیلئے ہو سکتی ہے (یعنی کشف) انسان کیلئے کمال نہیں"

یہی خانصاحب ملفوظات حصہ دوم صـ ۶۲ پر کہتے ہیں"

سیمیا ایک ناپاک علم ہے۔ کیا یہ ناپاک علم نبی (رسول) کو دیا گیا معاذ اللہ

ان تمام اقوال ونصوص سے ظاہر و ثابت ہو گیا کہ بعض علوم غیبیہ اضافیہ زید عمرو بکر مجنون و جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم رذیلہ شایان شان نہیں ہیں"

پر لطف و عبرتناک بات تو یہ ہے کہ یہی خانصاحب بریلوی اپنی کتاب صمصام علی مشکک فی علم آیۃ علوم الارحام صـ ۱۲ پر لکھتے ہیں۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے لم یبق بعد الاعلام غیباً، یعنی بعد معلوم کرا دیے کے وہ غیب نہیں رہتا؛ پس اگر امور اطلاعیہ پر عالم الغیب کہا جانا مانا جائے تو ہر ایک شخص عالم الغیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپکو حق تعالیٰ نے اطلاع فرمائی۔ اور آپ نے دوسروں کو بتایا بموجب ارشاد باری "بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ"، پس خصوصیت آپکی نہ رہی، ساری امت عالم الغیب ہو جاویگی۔ اس قسم کے کروڑوں عطیہ علم انسان

بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں۔ اور قرآن عظیم خود غیر خدا کیلئے الغیب ثابت کرتا ہے۔"

لِلّٰہ کوئی بتائے کہ خانصاحب کی اس عبارت اور حضرت مولانا تھانوی رح کی حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے!۔ مگر اس کا راز کیا ہے۔ در حقیقت خانصاحب کی یہ فیاضی اس مغالطے کے نتیجے میں ہے کہ وہ غالباً اس قسم کے علم کو علم غیب ذاتی نہیں مانتے اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اسکو علم غیب کہتے ہیں۔ یعنی مولانا تھانوی رسول اور غیر رسول ہر دو کیلئے علوم غیبیہ اضافیہ ہی کے قائل ہیں۔ مگر حضرت مولانا تھانوی رح حفظ الایمان میں علم رسول کی بحث تو فرما نہیں رہے ہیں۔ وہ تو حضور کو عالم الغیب کہنے کے جواز و عدم جواز کی بحث فرما رہے ہیں۔ گویا فرما رہے ہیں کہ اے زید تو کل کی بنا پر حضور کو عالم الغیب کہہ رہا ہے تو یہ عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ اور اگر اس علم کی بناء پر کہہ رہا ہے جیسا کہ خانصاحب کہہ رہے ہیں تو وہی باتیں بھی کہہ رہا ہوں جیسا کہ خانصاحب کہہ رہے ہیں۔ میری عبارت اور خانصاحب کی عبارت میں سر مو تفاوت نہیں یہ کرامت ہے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کہ وہی بات جو حضرت نے فرمائی جس پر خانصاحب اور ان کے اذناب نے معلوم نہیں کتنی گالیاں دیں خود خانصاحب کی زبان سے صادر ہوئی ؎

دیکھو کبھی جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو ؛ سمجھو کبھی جو گوش حقیقت نیوش ہو

سوال ۲:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور ہی کی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہیں۔

اس عبارت کی تصدیق تو آپنے اس دن کردی تھی اب آپ یہ بتایئے کہ آپکے نزدیک کیا علم غیب اتنا سستا ہے کہ بکر خالد بلکہ ہر بچے یا گل بلکہ جمیع حیوانات بیل، گدھا، کتا، بلی وغیرہ سب کو حاصل ہوتے ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ ہم تو اپنے نبی کیلئے ایسے علم غیب کو اہانت سمجھتے ہیں۔ جن میں نبی اور غیر نبی دونوں یکساں ہوں۔ بکر کا یہ کہنا کیا تھانوی صاحب کی عبارت مذکورہ کے پیش نظر صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو آیت کریمہ علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ واضح کریں کہ کلمہ لَا اور اِلَّا سے قرآن حکیم کس امر کا فائدہ کرنا چاہتا ہے

الجواب: مذکورہ عبارت حفظ الایمان میں موجود ہے۔ وہ میری

تصدیق اور تسلیم پر موقوف نہیں ۔ مگر آپ نے پوری عبارت نقل نہیں کی، تاکہ بات واضح ہو جاتی ۔ چنانچہ اگلی عبارت یہ ہے "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہوتا ہے"
اس عبارت سے مذکورہ فی السوال عبارت کا مطلب واضح اور عیاں ہو جاتا ہے ۔ اور اسکے بعد آگے جو اس دلیل کا لازمی نتیجہ تھا ۔ یعنی "تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے ۔ اس کو بھی ترک کر دیا ۔ جس سے دعویٰ کی یقیناً تعیین ہو جاتی، یہ درحقیقت امام الطائفہ رئیس المبتدعین خان صاحب بریلوی کی سنت سیئہ کی اتباع ہے ۔
آج سے اسّی برس بیشتر ۱۳۲۵ھ میں دیگر علمائے کرام کے ساتھ ساتھ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کو توہین رسول کا جھوٹا الزام لگا کر انکو کافر بنانیکی خاطر ایک استفتاء عربی زبان میں مرتب کر کے خانصاحب بریلوی نے علمائے حرمین شریفین سے فتویٰ حاصل کیا تھا ۔ اور اس کا نام حسام الحرمین رکھکر ہندوستان میں طبع کرا کر شائع کیا تھا ۔ فتویٰ تو ظاہر ہے کہ استفتاء کے تابع ہوتا ہے ۔ جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب ہوگا ۔ حفظ الایمان کی اسی عبارت کو از راہ خیانت و فریب کفری عبارت بنا کر مفتیان حجاز کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ کفری عبارت پر لامحالہ کفر کا فتویٰ دینا پڑا

حفظ الایمان کی عبارت اردو میں ہے ۔ اہل عرب اردو زبان سے قطعی ناواقف
خانصاحب بریلوی نے عربی میں کچھ کا کچھ بنا کر پیش کیا ۔ چنانچہ ازراہِ
کذب وافتراء لکھا کہ "ومن کبراء ھولاء الوھابیۃ الشیطانیۃ
رجل آخر من اذناب الگنگوھی یقال لہ اشرف علی التانوی صنف
رسیلۃ لاتبلغ اربعۃ اوراق وصرح فیھا بان العلم الذی لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالمغیبات فان مثلہ حاصل لکل صبی ولکل مجنون بل
لکل حیوان وکل بہیمۃ " وھذا لفظہ الملعون "ان صح الحکم علی ذات
النبی المقدسۃ بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ
ماذا اراد بھذا ۔ البعض الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای
خصوصیۃ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل ھذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو
بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبھائم وان اراد الکل بحیث
لا یشذ منہ فرد نبطلانہ ثابت عقلاً ونقلاً ، اقول فانظر الی
آثار ختم اللہ تعالیٰ کیف یسوی بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبین کذا وکذا "
دیکھئے کسقدر صریح جلتا جاگتا بہتان اور سفید جھوٹ ہے کہ علمائے حرمین کے
سامنے ظاہر کیا کہ اس میں تصریح ہے چنانچہ لکھا کہ "وصرح فیھا " حالانکہ
تصریح تو جب کہتے کہ دعویٰ کو صراحۃً انہیں الفاظ میں اسی طرز پر تحریر

کیا گیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص کسی مضمون یا عبارت سے کوئی دعوی استخراج
واستنباط کرتا ہو تو اسکو تو تصریح نہیں کہتے۔ پھر وہ بھی غلط استخراج
ہو، کیا قیامت تک کوئی صراحۃً انھیں الفاظ میں اس عبارت مذکورہ
یعنی " العلم الذی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمغیبات
فان مثلہ حاصل لکل صبی وغیرہ " کی تصریح دکھا سکتا ہے۔ یہ آنکھ
میں دھول جھونکنا نہیں تو کیا ہے۔ اگر کہو حفظ الایمان کی عبارت
سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے تو یہ تصریح کہاں ہوئی۔ لہٰذا صرح فیہا
افترا محض اور دروغ خالص نہیں تو کیا ہے۔ جس سے علمائے
حرمین شریفین کو دھوکہ اور مغالطہ دیا گیا۔ اور اگر کہا جائے کہ اس
عبارت سے یہی مطلب نکلتا ہے تو یہ بھی سراسر غلط ہے۔ ہرگز
ہرگز یہ مطلب اس عبارت سے نہیں نکلتا

اس فتویٰ کو شائع ہوئے اسی برس ہو گئے۔ کیا آپ سمجھتے یا لوگوں کو
سمجھانا چاہتے ہیں کہ کسی نے اس الزام کا جواب نہیں دیا۔ بالکل سکوت
کیا اور نہایت خاموشی سے الزام کو تسلیم اور گوارہ کرتے رہے اور
گالیاں کھاتے رہے۔ یہ بات عقل میں آسکتی ہے۔ ابھی ایک کتاب
توبسط البنان کے نام سے خود صاحب حفظ الایمان کی جانب سے
شائع ہوئی جو ابتدا ہی سے برابر حفظ الایمان کے ساتھ چھپتی رہی۔

اور حفظ الایمان کے ساتھ ملحق رہی جس میں اچھی طرح اس الزام کی قلعی کھول دیگئی ہے۔ اور عبارت کا مطلب نہایت مدلل طور پر واضح کردیا گیا ہے، اسی زمانے میں خانصاحب کی زندگی میں معلوم نہیں کتنی کتابیں شائع ہوئیں حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ نے توضیح البیان اور السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار، اور دیگر رسائل اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب جسمیں خانصاحب کے حرمین شریفین میں دجل و فریب کی قلعی بھی کھولدی ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی نے معرکۃ القلم الملقب بہ فیصلہ کن مناظرہ اور مناظرہ بریلی کا دلکش نظارہ وغیرہ میں اس عبارت کی اچھی طرح تشریح و توضیح فرمائی۔ اور مغالطات و اکاذیب کی خوب خوب قلعی کھول دی ہے۔ ان کے علاوہ نہ معلوم کتنے رسائل اور کتابچے شائع کئے گئے اور کئے جاتے رہتے ہیں۔ جنکی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے اور معلوم نہیں کتنے مناظرے اور مباحثے ہوچکے ہیں۔ دور کیوں جایئے ابھی چند روز قبل آپ سے بھی زبانی گفتگو اس مسئلے پر ہوئی۔ بندہ نے مدلل طریقے سے اس کا مطلب بتایا۔ اور غلط فہمی کی اصلاح کی۔ جسکو سنکر آپ ہکا بکا اور متحیر ہو کے رہ گئے اور مانتے ہی بن پڑی۔ حاضرین نے کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کیا۔ ان سب کے باوجود وہی رٹ ہے۔ وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہے۔ بار بار اسی عبارت کی تکرار ہے۔ گویا یاد ر

کرایا جاتاہے کہ اسکا کوئی جواب ہی نہیں۔ بڑے شرم کی بات ہے
شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، گلی گلی ہر جلسہ میں ہر مقرر کی زبان
پر اس عبارت کو دہرایا جاتاہے۔ جلسے کئے جاتے ہیں۔ اشتہارات
شائع کئے جاتے ہیں۔ پمفلٹ اور کتابیں نکالی جاتی ہیں۔ ہر سال
لاکھوں روپئے اس پر خرچ کئے جاتے ہیں اور حضرت مولانا تھانوی ؒ
کے اوپر توہینِ رسول کا الزام لگایا جاتاہے اور اسکے لاجواب سینکڑوں
جوابات میں سے کسی ایک جواب کا ذکر تک نہیں کیا جاتا۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً
گویا اس الزام کا جواب ہی نہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ جواب کا ذکر
کیا جاتا۔ اگر بالفرض جواب غلط سمجھ میں آتا تو اسکو واضح کیا جاتا۔ اس سے
کیا ظاہر ہوتاہے۔ درحقیقت یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم اور بنائے ہوئے
منصوبے اور سازش کے تحت ہو رہاہے۔ اسیؔ سال سے یہ کوشش
برابر جاری ہے ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ پوری مشنری اسمیں لگی ہوئی
ہے کہ کسیطرح امام الطائفۃ مجدّد البدعات والضلالۃ نے جو جھوٹ گھڑا ہے
اس کا پول نہ کھلنے پائے اور روسیاہی اور رسوائی سے بچ جائے اور
کسیطرح بات بنی رہے۔ نہ جوابات کا ذکر کرتے ہیں نہ جوابات دیکھنے کا مشورہ
دیتے ہیں۔ بلکہ اسکے برعکس ان کتابوں کو شجر ممنوعہ قرار دینے کی انتھک
کوشش رہتی ہے۔ کہ خبردار یہ کتابیں نہ دیکھی جائیں۔ ورنہ کافر ہو جاؤگے

نکاح ٹوٹ جائیگا، جہنم میں جاؤ گے۔ انکو کافر سمجھو، ان سے سلام و کلام نہ کرو۔ البتہ یہود و نصاریٰ ہنود و روافض وغیرہ سے سلام و کلام میل جول رکھنے کو منع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے میں بھی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ مگر جو سمجھدار ہیں۔ جنکی روحیں سعید ہیں وہ اوّل تو خود ہی اس جعل و فریب کا اندازہ کر لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں۔ ورنہ جوابات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور حقیقتِ حال سے واقف ہو کر مفتریوں اور کذابوں سے متنفر ہو جاتے ہیں اور دل سے حضرت مولانا تھانوی کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ سادہ لوح عوام بیچارے علمی اصطلاح سے ناواقف ہوتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ حکم کے کیا معنیٰ ہیں۔ کُل اور بعض کی حقیقت کیا ہے۔ لہٰذا توڑ مروڑ کر جو مطلب بھی بیان کیا جاتا ہے مزید برآں بہ سر واویلا مچایا جاتا ہے تو اسی میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ یا پھنسا دیے جاتے ہیں۔ مکر و تزویر ان پر چل جاتا ہے اور وہ جہالت کا شکار ہو کر ہو کر رہ جاتے ہیں اور یہ صورت ایک صدی سے قائم ہے۔ اور جب اتنے سارے جوابات اور کتب کثیرہ کے باوجود جنکا سلسلہ ابتدا ہی سے جاری ہے اور زبانی معقول جواب پانے اور ساکت رہ جانے کے آپنے پھر وہی سوال دہرا دیا تو اس سے آپکی نیت کا صاف پتہ چلتا ہے اسلئے آپ کے سوالات کے جوابات دینے میں وقت کا ضائع کرنا ہی معلوم ہوا اسکا

صحیح جواب تو یہی تھا کہ کہدیتا کہ کتابیں موجود ہیں اور آپکو بھی خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میدان پٹا پڑا ہے اور ہر جگہ بآسانی دستیاب بھی ہیں کہدیتا کہ دیکھ لیجئے، جب اس سے کوئی بات سمجھنے سے رہ جائے تو سمجھا دیا جائیگا۔ مگر طلبہ نے خواہش اور اصرار کیا کہ جواب لکھدیا جائے تو انشاءاللہ ہملوگ مستفید ہونگے۔ اسلئے مجبوراً قلم اٹھانا پڑا واللہ الموفق والمعین "

آپ کہتے ہیں کہ کیا علم غیب اتنا سستا ہے کہ بکر خالد، کتابلی سب کو حاصل ہوتا ہے تو جناب من! میرے نزدیک علم غیب حقیقی اصطلاحی اتنا مہنگا ہے کہ سوائے خدائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا۔ نہ جان سکتا ہے نبی اور ولی تو جان ہی نہیں سکتے۔ کتے بلی کا کیا ذکر صرف اور صرف اللہ ہی کو علم ہے لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ " إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ " وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ " قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ " وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ . لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وغیرہا من الآیات البینات نہایت صراحت اور تاکید کے ساتھ اس امر پر ناطق ہیں " اور خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ میں یہ امر مصرح طور پر بیان ہوا ہے۔ اسی کو غیب الغیب غیب مطلق، غیب حقیقی کہا جاتا ہے۔ یہ علم خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔ سوائے اسکے نہ کسی کو یہ علم

Scanned by CamScanner

حاصل ہے۔ نہ حاصل کرنے پر قدرت ہے خواہ وہ انبیاء ورُسل ہوں یا ملائکۃ المقربین ہوں، خواہ دیگر مخلوق زید عمرو بکر وغیرہ

ہاں حق تعالیٰ اپنے مخصوص علوم غیبیہ میں سے بعض علوم کا اظہار اور اطلاع بذریعہ وحی والہام وکشف اپنے مرتضیٰ ومجتبیٰ رسولوں پر کردیتے ہیں۔ خواہ وہ رسل بشر ہوں، خواہ وہ رسل ملائکہ ہوں۔ اور بذریعہ رسل والہام وکشف غیر انبیا کو بھی، "عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" اور "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ" اس امر پر ناطق ہیں۔

غرض یہ کہ یہ علم لاہوت، غیب الغیب، غیب مطلق، اور حقیقی گراں ہی نہیں بلکہ عالم ملکوت وناسوت کیلئے خود بخود بغیر بتلائے ہوئے حیز امتناع میں ہے۔ انمیں بعض وہ ہیں کہ غیر اللہ کیلئے انکا علم ممکن ہی نہیں۔ ان کے جاننے کیلئے کسی ممکن میں قدرت ہی نہیں مثلاً "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ" یہ ایک بے انتہا غیب ہے، لایعلمہ الاھو، بعض وہ ہیں کہ ممکن تو ہیں مگر بتلائی نہیں جاتیں۔ ارشاد ہے اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا" مثلاً میں ایسے ہی علوم کیطرف اشارہ ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں امام محی السنۃ ابومحمد حسین ابن مسعود البغوی رحمہما اللہ نے فرمایا

واکثر المفسرین قالوا معناہ اکاد اخفیھا من نفسی" اللہ اکبر
جامع البیان میں ہے اکاد اخفیھا من نفسی ای وقتھا فھو مبالغۃ
فی الاخفاء
تفسیر ابن جریر میں ترجمان القرآن حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قال بن عباس لما سئل الناس محمداً
عن الساعۃ سالوہ سوال قوم کانھم یرون ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم
حفی بھم فاوحی اللہ انما علمھا عندہ لیستاثر لعلمھا فلم یطلع علیھا
ملکاً ولا رسولاً"
اور بعض وہ ہیں کہ جو ملائکہ مقربین و حاملانِ عرش کو کبھی کبھی بتا دی
جاتی ہیں۔ اور جب بتلائی جاتی ہیں تو عالم ملکوت میں ایک ہیبت اور وحشت
طاری ہو جاتی ہے حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ الآیۃ
دوسرے قسم کے وہ امور غیبیہ ہیں جو عالم مثال اور عالم شہادت سے تعلق رکھتی
ہیں۔ عام ازیں کہ وہ ابھی اس عالم میں وجود پذیر نہیں ہوئے آنیوالے
ہیں۔ ابھی پردۂ مستقبل میں مستور ہیں۔ یا وہ ہیں جو ماضی میں ہو چکے،
اب وہ حواس خمسہ وغیرہ سے محسوس نہیں کئے جا سکتے۔ یہ غیب الغیب اور غیب مطلق
نہیں۔ کیونکہ یہ امور عالم ملکوت کے سامنے ہوتے ہیں، کبھی بذریعہ
وحی، الہام، کبھی کثافتِ جسمانیہ سے پاک ہو کر نور حاصل کرنے والی

ارواح خواب میں اور اہل کشف صادق بحالتِ بیداری اپنی روحانی تجلی میں دریافت کر لیتے ہیں۔ جیسے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث کسوف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں اس عالم غیب کی اشیاء دکھائی گئیں اشراقی اور اہل ریاضت بھی کبھی کبھی انمیں سے بعض امور غیبیہ سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور کاہن، رمّال، جفّار اور نجومی بھی کبھی کبھی کچھ اڑتی ہوئی غیب کی بات جان لیتے ہیں۔ گو اس میں سچ اور جھوٹ خلط ملط ہو، تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ ،، میں ایسے ہی علوم کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

رہا ناسوت اور عالم شہادت کا علم، یہ درحقیقت من وجہٍ تو شہود کا علم ہے۔ اور من وجہٍ علم غیب ہے۔ جسکی تعبیر علم غیب اضافی سے کیجاتی ہے۔ یہ نہ غیب الغیب ہے۔ نہ غیب مطلق۔ اس کو ایک جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا۔ ایک کیلئے غیب، دوسرے کیلئے حاضر، بعض پر ظاہر بعض پر پوشیدہ، جیسے دیوار کے پیچھے کا علم، لذتِ جماع صاحبِ رجولیت کیلئے غیب نہیں۔ عنّین کیلئے غیب ہے۔ مادرزاد اندھے کیلئے الوان غیب ہیں۔ اہل لبصارت کیلئے غیب نہیں۔ آواز سننے والے کیلئے حاضر، مادرزاد بہرے کیلئے غیب۔ الٰہ آباد والوں کیلئے بعض الٰہ آبادی امور حاضر اور شہادت

اور بریلی والوں کیلئے غیب، اسمیں انبیاء اور اولیاء کی تخصیص نہیں
وقائع اور حوادث کو جو حق تعالیٰ بذریعہ وحی یا الہام وغیرہ بتلا دیتے
ہیں ان کا علم ہو جاتا ہے بغیر خبر دینے اور بتا دینے کے ہر گز معلوم نہیں
ہو سکتے۔ اسی کو اظہار غیب اور اطلاع غیب کہتے ہیں۔

اب اس کو خواہ سستا سمجھ لیجئے یا مہنگا، حقیقت حقیقت ہے
کسی کے کچھ کہنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ رہا آپ کا کہنا کہ بکر کہتا ہے
کہ ہم اپنے نبی کیلئے ایسے علم غیب کو اہانت سمجھتے ہیں جسمیں نبی اور غیر نبی
دونوں یکساں ہوں تو **جواب** یہ ہے کہ یہ بکر کی غلط فہمی اور ناآشنائے
حقیقت ہونے کی دلیل ہے مولانا تھانویؒ تو بکر سے کہیں زیادہ
اسکو اہانت سمجھتے ہیں۔ فہم درکار ہے اگر ذرا بھی فہم سے کام لیا جائے
تو علم غیب اضافی میں شرکت کیوجہ سے **نبی** اور غیر نبی میں **بکر** کے نزدیک
بھی یکسانیت مطلقہ اہانت نہیں ہے۔ کیا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول یا عالم الغیب اسلئے ہیں کہ آپ مکہ میں پیدا
ہوئے تو اس سے اگر یہ کہا جائے کہ اسمیں حضور کی کیا تخصیص جتنے
مکہ میں پیدا ہوں تو ان سب کو رسول یا عالم الغیب کہو تو بکر کے نزدیک
یہ بھی یکسانیت اور توہین ہوگی۔ یا اگر کوئی شخص کہے کہ آپ رسول
یا عالم الغیب اسلئے ہیں کہ کھانا کھاتے تھے یا زمین پر چلتے تھے۔ تو

Scanned by CamScanner

اس پر کوئی کہے کہ اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے جتنے لوگ زمین پر چلتے ہوں یا کھانا کھاتے ہوں زید، عمرو، بکر، صبی، مجنون، حیوانات وبہائم ان سب کو رسول یا عالم الغیب کہو تو کیا بکر کے نزدیک یہ بھی یکسانیت اور توہین ہوگی۔

حق تعالی کا ارشاد ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ جلالین شریف میں اسکی تفسیر ہے اور بیضاوی میں بھی یہی تفسیر ہے کغیرھما من الحیوانات ومن کان کذالک لایکون الٰہا لترکیبہ وضعفہ وماینشأ من البول والغائط "بیضاوی میں ہے" ویفتقران الیہ افتقار الحیوانات اور ملا علی قاری ضوء المعالی شرح قصیدہ بدء الامالی میں فرماتے ہیں کانا یاکلان الطعام ای یحتاجان الی اکلھما بل یفتقران الی اخراج فضلاتھما فیبولان ویتغوطان فکیف یصلحان الالوھیۃ جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر کھانا کھانے پر تم الوہیت کا اطلاق کرتے ہو تو اسمیں مسیح اور ام مسیح علیہما الصلوۃ والتسلیم کی کیا تخصیص یہ بات تو کھنے اور موتنے والے جانوروں کے اندر بھی پائی جاتی ہے تو چاہئے کہ ان سب کو الٰہ کہو، تو کیا بکر کے نزدیک اسمیں بھی یکسانیت اور توہین ہے۔ حدیث عن ام سلمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انما انا البشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ صادق فاقضی لہ بذالک فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی قطعۃ من النار فلیاخذھا اولیترکہا۔

(بخاری، مسلم، موطا امام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی، السنن الکبریٰ)

اسکی شرح میں شیخ الاسلام ابن دقیق العید احکام الاحکام میں فرماتے ہیں

فیہ دلیل علی اجراء الحکم علی الظاھر واعلام الناس بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کغیرہ فی ذلک۔ کیا اسمیں بھی گستاخی ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں، قولہ انما انا البشر ای کواحد من البشر فی عدم علم الغیب

علامہ عینی فرماتے ہیں یعنی کواحد منکم، ولا اعلم الغیب۔

یارو! کچھ تو سمجھ سے کام لو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم سمجھتے ہو مگر عصبیت اور حمیت کے جذبے کے تحت اپنے ناپاک مقصد کیخاطر حضرت مولانا تھانوی کو توہین رسول کا الزام لگا لگا کر، کافر کہنے اور کہلانے کی ضرورت اور شوق تمکو مجبور کرتا ہے کہ جس صورت سے بھی ہو سادہ لوح عوام الناس کو داؤں پیچ سے یہی ذہن نشین کراؤ اور ان کو ڈرا ڈرا کر اور فتوے سنا سنا کر کسی جواب کے دیکھنے اور خلوص کیساتھ سمجھنے کی فرصت و مہلت نہ دو،

۱۰۶

Scanned by CamScanner

نہایت صفائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت مولانا تھانوی کی عبارت کے پیش نظر بکر کا یہ کہنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں غلط در غلط ہے۔ آیت کریمہ "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" کے معنی ہیں، اللہ تعالٰی عالم الغیب ہیں۔ وہ مطلع نہیں کرتے اپنے غیب پر کسی کو مگر اس شخص کو کہ پسندیدہ کوئی رسول۔ لا اور الا سے حصر کا فائدہ ہوتا ہے تخصیص الغیب بما اختص بہ بدلالۃ الاضافۃ والاظہار مما یکون لغیر واسطۃ وبالملک والمراد من رسول البشر والملائکۃ وھو لا ینافی الملاع البعض علی البعض (کمالین) ای یظھر علیہ غیر الرسول اما بتوسیط الانبیاء او نصب الدلائل او بان یلھمہ اللہ لبعض الاولیاء وقوع لبعض المغیبات فی المستقبل (روح البیان) وغیرھا من اقوال المفسرین والعلماء التی یطول بذکرھا

وکرامات الاولیاء واطلاعھم علی المغیبات انما یکون تلقینا من الملائکۃ علی ما جوزہ الشیخ الاکبر فی الفتوحات، او فی الرؤیا علی ما قرہ الغزالی وفی المدارک عن التاویلات قیل فی الآیۃ دلالۃ علی تکذیب المنجمین ولیس کذلک فان منھم من یصدق خبرہ وکذلک المتطبیۃ لیعرفون طبائع النبات وذا لا یعرف بالتامل نعلم انھم وقفوا علی علمہ من جھۃ رسول ان قطع اثرہ ولبقی علمہ فی الخلق (کمالین) وبھذہ الاقوال اندفع ما استدل بہ المعتزلۃ والامامیۃ علی ابطال کرامات الاولیاء

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

انتم اعلم بامر دنیاکم (قال الشیخ حدیث صحیح السراج المنیر ج ۱ ص ۴۳۰)

امام نووی لکھتے ہیں۔ قالوا ورأیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امور المعایش وظنہ کغیرہ فلا یمتنع وقوع مثل ھذا ولا نقص فی ذلک (تحت حدیث تابیر نخل)

امام شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

(**سوال**) فان قلت فما الغیب الذی یطلع اللہ تعالیٰ علیہ رسلہ المشار الیہ بقولہ "فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول" ھل ھو ما غاب عنہ من احکام التکالیف الموحی بہا ام غیر ذلک

(**الجواب**) کما قالہ الشیخ فی الباب الاحد وعشرون وثلاث مائۃ ان المراد بھذا الغیب غیب المخصوص بمن کان رسولا ھو علم التکالیف الذی غاب من العباد لم تستقل عقولھم بادراکہ (الی ان قال) ولؤید ما قلنا من ان ھذا الغیب ھو علم الرسالۃ التی یبلغھا الرسل عن اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ "لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم" اضاف الرسالۃ الی قولہ بربھم

تفسیر عزیزی سورہ جن میں ہے کہ۔ پس اظہار غیب بحکس راضی دہند الا من ارتضی من رسول "یعنی مگر کسے را پسند میکند وآنکس رسول می باشد خواہ

از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل و خواہ از جنس بشر مثل محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کہ اورا اظہار بعضے غیوب خودمی فرمایند الخ۔

آیت اظہار میں یا تو آیت متقدمہ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا" سے مربوط ہے۔ اور غیب سے مراد تعیین وقت ساعت ہے۔ اور استثناء میں اصل اتصال ہے۔ مگر بوجہ منع نصوص قطعیہ مثلاً" اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ" وَاِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْهَا وغیرہ اتصال متعذر ہے۔ پس انفصال متعین ہے

لہٰذا ترجمہ ہوا" آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ آیا وہ قریب ہے یا میرے پروردگار نے اس کیلئے کوئی مدت مقرر کر رکھی ہے۔

اس غیب کا جاننے والا وہی ہے۔ پس وہ اپنے غیب یعنی وقت قیامت پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی مرتضیٰ رسول کو ایسے علم پر مطلع کرتا ہے۔ یا کریگا۔ جو کہ علوم نبوت سے ہو، خواہ مثبت نبوت ہو جیسے کہ پیشگوئیاں۔ خواہ فروع نبوت سے ہوں جیسے کہ احکام، اور ایسے طور سے اطلاع دیتا ہے کہ آگے پیچھے محافظ فرشتوں کا چوکی پہرہ لگا دیتا ہے تاکہ وہاں شیاطین کا گذر نہ ہو" اور غیر رسول سے مطلق انتفاء اظہار بطریق خاص کا ہے۔ ورنہ تمام غیر رسل سے انتفار لازم آجائیگا۔ اور یہ نص قطعی کے خلاف ہوگا۔ وَعَلَّمْنَاهُ

مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا مثلاً در باب خضر علیہ السلام وارد ہوا ہے حالانکہ خضر علیہ السلام غیر رسول ہیں (کما فی تفسیر عزیزی)

یا آیت اظہار آیت متقدمہ سے اسطرح ارتباط نہیں رکھتی۔ بلکہ آیت مستقلہ ہے۔ اور بطور قانون کلی وارد ہوئی ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ، اللہ تعالی اپنے مخصوصات سے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں کسی مرتضیٰ رسول کو بعض مخصوصات سے مطلع کر دیتا ہے۔ اس سے قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ، جس کا مفاد سلب کلی ہے اور "اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" جس کا مفاد ایجاب جزئی ہے" کے درمیان تناقض کا شبہ صحیح نہیں۔ اسلئے کہ تناقض کیلئے وحدات ثمانیہ کا شرط اور ضروری ہونا مسلّم عند العقلاء والعلماء ہے۔ اور وحدات ثمانیہ میں ایک وحدت شرط بھی ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ آیت حصر میں لایعلم بدون الاظہار، ہے۔ اور آیت اظہار میں یعلم بالاظہار ہے۔ پس تعارض نہ رہا۔ اور خصائص باری تعالیٰ میں تمام شرکت رسل کبھی ثابت نہ ہوگی۔ اسلئے کہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں ایک اسکے علم کا ذاتی ہونا۔ اور دوسرا اسکے علم کا محیط بالکل ہونا۔ ذاتی کا انتفاء تو اسلئے کہ یہ علم رسل بواسطہ وحی ہوا۔ اور محیط اسلئے نہیں کہ محیط ماننے سے نصوص قطعیہ کی مخالفت لازم آتی ہے جو کہ کفر ہے اس سے امام المبتدعین بریلوی کی رفع تعارض کی آڑ لیکر ذاتی اور عطائی کلی

کی ایجاد کردہ بڑی اصطلاح کا بطلان اور فساد واضح ہو گیا جسکے ذریعہ خلقِ خدا کی گمراہی کا سامان کیا ہے۔ اور اپنے اندھے معتقدین کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور تفریق بین المسلمین کی بنیاد ڈالدی ہے

قُل لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ، میں اگر صرف علم ذاتی کی نفی ہے اور علم عطائی کلّی کا اثبات ہے۔ تو جواب سوال کے مطابق کیونکر ہوگا۔ مشرکین تو پوچھتے تھے "اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ" (کمافی تفسیر معالم التنزیل) اور حضور جواب دے رہے ہیں کہ مجھکو ذاتی علم نہیں ہے۔ بلکہ عطائی علم ہے۔ تو کیا مشرکین یہ پوچھتے تھے کہ آپکو ذاتی علم ہے یا عطائی؟ اگر یہ سوال ہوتا تو جواب برمحل ہوتا۔

اسی طرح لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ "میں ذاتی اور عطائی کلی اور محیط سب کی نفی ہے۔ کیونکہ یہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے۔ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ، مقدم ہے۔ اور لَاسْتَکْثَرْتُ، تالی ہے۔ اور معلوم ہے کہ انتفاء تالی مستلزم ہے انتفاء مقدم کو۔ اور ثبوت تالی مستلزم ہے ثبوت مقدم کو۔ اسیطرح بالعکس، اور ظاہر ہے کہ عین وقت وفات شریف تک مس ضرر ہوا۔ لہٰذا عدم مس ضرر آخر عمر شریف تک مرتفع اور منتفی رہا۔ اور یہ مستلزم ہے انتفاء علم غیب کو، پس علم غیب محیط ذات نبوی سے منتفی رہا اگر ذاتی کی قید لگائی جائے گی تو سوال پیدا ہوگا کہ اگر آئندہ کا واقعہ ذاتی طور

پر منکشف ہو۔ تب تو مس سوء نہ ہو، اور حق تعالیٰ کے بتانے سے منکشف ہو تو مس سوء ہو، حالانکہ یہ بداہۃً عقل کے خلاف ہے۔ پس اس سے مقدم کا عموم ثابت ہوتا ہے۔ یعنی نہ آپ ذاتی طور پر عالم الغیب تھے نہ عطائی طور پر، استکثار خیر و عدم مس ضرر کا توقف علم غیب پر ہے۔ خواہ ذاتی ہو یا عطائی۔ ذاتی جناب نبوت میں محال، پس عطائی متعین ہے۔ لہٰذا انتفاء عطائی ہی کا ہوگا۔ وہو المطلوب۔

لطف یہ کہ جن اہل مکہ کے جواب میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ان کے سوال کے علم عطائی کے بارہ میں نص بھی وارد ہے چنانچہ انھوں نے کہا تھا

الا یخبرک ربك بالسعر الرخیص قبل ان یغلوا فنشتریه فنربح عند الغلاء وبالارض التی یرید ان تجدب فنرتحل عنها الیٰ ما قد اخصبت فانزل اللہ تعالیٰ قل لا املك لنفسی نفعاً الآیۃ (معالم التنزیل، خازن)

مناسب معلوم ہوا کہ حضرت مولانا معین القضاۃ صاحب حیدرآبادی ثم لکھنوی کی اس سلسلے میں ایک نہایت ہی لطیف و عمدہ اور بصیرت افروز تحقیق ذکر کر دی جائے۔ جو حضرت موصوف نے اپنی کتاب، مزیلۂ شک و ریب" ازاحۃ العیب عن مبحث علم الغیب" میں فرمائی ہے۔ کتاب مذکور عربی زبان میں ہے۔ اس کا ترجمہ جناب مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رح نے کیا ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہا کے بارہ میں حضرت موصوف کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ

بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ دو آیتوں سے تمسک کرتے ہیں۔ ایک آیت مدنی ہے دوسری مکی۔ مدنی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور مکی۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ہے پھر جب اس کے معارضے میں قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ پیش کیا جاتا ہے تو دو طرح سے جواب دیتے ہیں کہ مراد آیت حصر یعنی قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الخ میں علم بالذات ہے اور آیت اظہار و اطلاع میں بالتبع یعنی عطائی ہے۔ دوسرے آیت حصر میں الف لام استغراق کا ہے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ تشبث اور استدلال مع معارضہ کا جواب اسوقت صحیح ہوسکتا ہے۔ جب غیب کے وصف سے قطع نظر کرلی جائے۔ اور وہ معنی مراد لئے جائیں جو مفسروں نے کئے ہیں۔ جو حواس سے دریافت نہ ہوسکے۔ نہ اس پر کوئی محسوس چیز یا شل اسکے دلالت کرتی ہو۔ کیونکہ اس تفسیر کی بنا پر علم غیب کا اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوسکتا ہے اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم بالذات اللہ کیلئے ہے اور بالتبع رسول کے لئے ہے۔ مگر اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو دو خرابیاں لازم آئینگی۔ اوّل یہ کہ، آیت حصر کا مآل یہ ہوگا کہ قل لایعلم الخ اس صورت میں قید محذوف یعنی علم بالذات کی نفی مقصود ہوگی۔ تو لازم آئیگا کہ جو چیز مقصود تھی وہ بغیر قرینہ

کے حذف کر دیگی ۔ ثانی یہ کہ آیت میں جواب کی صلاحیت نہ رہے گی

حالانکہ یہ دونوں باتیں ناجائز اور باطل ہیں ۔

پہلی بات کا ناجائز اور باطل ہونا تو ظاہر ہے ۔ رہی دوسری بات تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے جواب میں نازل ہوئی ہے ۔ جبکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیام قیامت کا وقت دریافت کیا تھا ۔ جیسا کہ امام بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں بیان کیا ہے ۔ سوال صرف وقت قیامت کی بابت تھا ۔ نہ کہ اسکے علم خاص یعنی علم بالذات کی بات ۔ لہٰذا اگر مطلق علم کی نفی نہ کیجائیگی تو جواب سوال کے مطابق نہ رہے گا ۔ کیونکہ کافر پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی ۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ مجھے قیامت کے آنیکا وقت بالذات معلوم نہیں ۔ بالتبع معلوم ہے محض لغو ہوگا ۔ کافروں کو اس سے کیا مطلب کہ اس کا آپکو علم بالذات ہے یا بالتبع

پھر جس صورت میں کہ " الغیب " کے لام کو استغراق پر محمول کیا جائے تو دو متناقض قضیے پیدا ہونگے ۔ ایک قضیہ حصر کا مفاد ہوگا ۔ دوسرا قضیہ آیت اظہار کا مفاد ہوگا ۔ آیت حصر کا مفاد قضیہ " لا شئ من الغیب بمعلوم لما سوی اللہ تعالیٰ دائما " ہوگا کیونکہ لام استغراق کل افرادی پر دلالت کرتا ہے ۔ کما صرح بہ العلامۃ تفتازانی فی التلویح " اور آیت اظہار کا مفاد قضیہ " بعض الغیب معلوم لما سوی اللہ تعالیٰ بالفعل " ہوگا ۔ یہ صریح

اجتماع النقیضین ہے۔ جو کہ محال ہے

اس تناقض کو اسطرح دفع کرنا کہ پہلے قضیے میں علم بالذات مراد لیا جائے۔ اور دوسرے قضیے میں علم بالتبع، تو یہ آیت حصر کو مہمل بنانا ہوگا کیونکہ یعنی جواب سوال کے مطابق نہ رہیگا

الحاصل غیب کے یہ معنی مراد لینے سے دو باتوں میں سے ایک بات ضرور لازم آئیگی۔ یا تو آیت معاذ اللہ مہمل رہ جائیگی۔ یا اجتماع النقیضین لازم آئیگا و کلاھما باطل۔ لہٰذا معنی مذکور کا مراد لینا باطل ہے۔ اور جو چیز اس امر باطل پر مبنی ہے۔ یعنی قائلین علم غیب کا استدلال وہ بھی باطل ہوگا۔

لہٰذا ضرور ہے کہ وصف غیب کا لحاظ کیا جائے اور اس سے کبھی قطع نظر نہ کیجائے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ وصف غیب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس غیب کے عالم کی بہ نسبت غیب مراد لیا جائے یعنی غیب سے وہ مراد لیا جائے جو اپنے عالم سے غائب ہو۔ یا مطلق غیب مراد لیا جائے خواہ اپنے عالم کے اعتبار سے غائب ہو خواہ غیر کے اعتبار سے غیب ہو (یعنی حقیقی غیب ہوگا یا اضافی)

اب سنو کہ دوسرے معنی یعنی غیب اضافی کو آیت حصر باطل کر چکی ہے۔ کیونکہ جو غیب اپنے غیر عالم کے اعتبار سے غیب ہو اس کا علم ہرگز ذات الٰہی میں منحصر نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میں سے ہر شخص کے اندر اسکی صلاحیت ہے

کہ جو چیز دوسرے سے غائب ہو اسکا علم حاصل کرے۔ بخلاف پہلے معنیٰ کے کہ جو چیز ہم سے خود غائب ہوگی اس کا علم ہمکو ممکن نہیں۔ تا وقتیکہ وہ ہمارے ذہن یا خارج میں موجود نہ ہو۔ اور جب وہ ہمارے ذہن یا خارج میں موجود ہو جائیگی تو وہ ہم سے غائب نہ رہیگی حالانکہ ہم نے اس کو غائب فرض کیا تھا۔ ھٰذا خُلفٌ

اور مجموع یعنی مطلق علم غیب غائب عن عالمہ و غائب عن غیر عالمہ کا مجموعہ بطور مالغۃ الخلو مراد لینا بھی اسی آیت سے باطل ہے۔ بہ دو وجہ۔ ایک یہ کہ جمیع من فی السموات والارض سے نفی کیگئی ہے۔ کچھ ہمارے ساتھ مخصوص نہیں ہے دوسرے اسلئے کہ عالم غیب کی تمام اشیاء عرش و کرسی لوح و قلم، جنت و نار اور ملائکہ وغیرہ ہمارے اولیائے کاملین کشف و عیان کے ذریعے اور ہم بھی اُن کے بتانے سے معلوم کرلیتے ہیں۔ بہرحال جب معنی اول یعنی وہ غیب جو اپنے عالم سے غائب ہو مراد لینا متعین ہوگیا تو آیتِ حصر کا مطلب صحیح ہوگیا کہ آیتِ حصر میں غیب حقیقی مراد ہے اور آیتِ اظہار میں غیب اضافی مراد ہے۔ اور جب مطلب صحیح ہوگیا تو آیت معارضہ سے سالم ہوگئی۔ کیونکہ اب آیت اظہار میں غیب سے باعتبار ما کان لیا جائیگا۔ ورنہ بعد اظہار کے تو وہ ظاہر اور شہادت ہو جائیگا غیب نہ رہے گا۔ اور آیت حصر میں اسکی نفی علم غیب کی ماسوی اللہ سے بحیثیت اس کے غیب ہونے کے کیجائیگی۔ پس جو چیز آیتِ اظہار میں ثابت کیگئی

یعنی غائب عن غیرہ یعنی غیب امنانی ۔ آیت حصر میں اسکی نفی نہیں ہوئی ۔ اور جس غیب کی آیت حصر میں نفی کیگئی وہ آیت اظہار میں ثابت نہیں کی گئی پس تعارض بالکل نہ رہا ۔ (کیونکہ تعارض کیلئے وحداتِ ثمانیہ شرط ہیں منجملہ ان کے وحدتِ موضوع ہے ۔ یا وحدتِ شرط بھی ہے ۔ یہاں نہ وحدت موضوع متحقق نہ وحدتِ شرط ۔ لہٰذا تناقض متحقق نہیں **وھوالمطلوب** انتہی کلامہٗ

الحاصل علم غیب حقیقی، ذاتی اور محیط مختص بہ باری تعالیٰ ہے ۔ غیر اللہ کو خواہ وہ رُسل ہوں یا غیر رسل ۔ بعض غیوب کی خبر دیجاتی ہے ۔ اور وہ بعض محیط اور مستقل نہیں ہوتا ۔ عدم احاطہ و عدم استقلال کا ثبوت نصوص قطعیہ سے ہے ۔ حالانکہ نفی کیلئے صرف عدم الدلیل کافی ہے ۔ اثبات البتہ محتاج دلیل قطعی ہے ۔ اور رفع ایجاب کلی کیلئے ایک جزئی کا سلب کافی ہے ۔ حالانکہ نصوص کثیرہ قطعیہ نفی علم محیط میں وارد ہوئی ہیں ۔ چند نصوص کا ذکر کردینا مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ جو نافی علم محیط ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیے ۔

اوّل تو وہ نصوص ہیں جن میں مطلق نفی ہے مثلاً قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ،، قُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ وغیرہ ۔ جن میں بعض کی نفی یقینی ہے ‘‘

اور بعض وہ ہیں کہ جن میں بعض جزئیات کی نفی مصرح ہے ۔ منجملہ ان کے ....

۱ ۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ ہے ۔ وقال السید السند الشریف الجرجانی

فی حاشیۃ المطالع ، فان الشعر کلہ متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع ، مبنی علی خیالات واوھام واھیۃ ۔ فاین ذلک من التنزیل
اس سے معلوم ہوا کہ تمام متکلف وموضوع کلام اور مزخرف ومصنوع اور خیالات داوہام پر مبنی مقال سے تنزیل بھی پاک اور مہبط تنزیل بھی پاک ہیں۔
کہئے یہ علوم رذیلہ ہیں یا نہیں ۔ اور دنیا کے علوم میں داخل ہیں یا نہیں؟ اب بتایئے کہ لفظ جمیع اور کل بمعنی استغراق حقیقی کا کیا بنا ! اور اس سے علم محیط ومستقل کی نفی ہوگئی یا نہیں ۔ وما علمناہ سے علم عطائی ہی کی نفی مطلوب ہے یا کچھ اور ؟ خواہ علم شعر ہو یا ملکۂ شاعری ہو، کسی چیز کی نفی ہو، مثبتین اور قائلین علم محیط اہل بدعت پر قیامت تو بہرصورت قائم رہے گی ۔ رہے علوم شریفہ دینویہ اگر بعض وہ بھی حاصل ہوں تو کیا مضائقہ ہے ۔ اور نہ ہوں تو ان مقدس حضرات کیلئے کوئی نقص وعیب بھی نہیں ، کما سیأتی ان شاء اللہ
۲ ۔ اِنَّ السَّاعَۃَ آتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا ‘‘ میں ’’ اُخْفِیْھَا ‘‘ صراحۃً نفی علم عطائی پر دال ہے ۔ جسکی تائید صحابہ وتابعین ومفسرین کے ارشادات سے ہورہی ہے ۔
قال ابن عباس یقول (اللہ) لا اظھر علیھا احدا غیری رواہ ابن جریر بسندہ عن علی بن طلحۃ عن ابن عباس (تفسیر ابن جریر واخرجہ ایضاً ابن ابی حاتم کما فی الدر المنثور وابن کثیر)
قال قتادۃ ولعمری لقد اخفاھا اللہ من الملئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین
قال السدی الکبیر رضی اللہ عنہ لیس من اھل السموات والارض احدٌ الا

Scanned by CamScanner

وقد اخفی اللہ عنہ علم الساعۃ "

حضرت ابن عباس " یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا " کے تحت فرماتے ہیں " انما علمها عندہ یستاثر بعلمها ولم یطلع علیها ملکاً ولا رسولاً (کما ذکرہ ابن جریر فی تفسیرہ)

علامہ ابوالسعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں - انہ تعالی قد یستاثر بہ بحیث لم یخبر بہ احداً من ملک مقرب ونبی مرسل

درمنثور اور سراج منیر میں ہے خمس من الغیب استاثر بھن اللہ فلم یطلع علیھن ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسلاً

علامہ عینی شرح بخاری تحت حدیث ذراری المشرکین واللہ اعلم بما کانوا عاملین صـ ۱۱ جـ ۶ پر فرماتے ہیں وھذا القوی مایذھب الیہ اھل السنۃ ان القدر ھو علم اللہ غیبہ الذی استاثر بہ لم یطلع علیہ ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسلاً

تفسیر کبیر میں ہے کہ والعلم المحیط لیس الا للہ

تفسیر نیشاپوری میں ہے - والعلم المحیط لیس الا للہ

علامہ نووی نے اپنے فتاوی میں فرمایا - لایعلم الغیب الا ھو فمعناھا فلا یعلم ذلک استقلالاً وعلم احاطۃ

تفسیر بیضاوی میں ہے - (قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ) لم یطلع علیها ملکاً ولا نبیاً

تفسیر جامع البیان میں ہے - (قل انما علمها عند اللہ) لم یطلع علیہ احداً

جلالین میں ہے - قل انما علمها عند اللہ ومایدریک) یعلمک بها ای انت

لا اتعلمها"
تفسیر مدارک میں ہے۔ یعنی ان اللہ تعالیٰ قد استاثر به ولم يطلع عليه نبياً ولا ملكاً، وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتيت مفاتيح كل شئ الا الخمس، ان الله عنده علم الساعة الخ (رواہ احمد والطبرانی، درمنثور وابن کثیر)
تفسیر خازن میں ہے۔ ہذہ الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مرسل۔ فمن ادعی انه يعلم شيئاً من هذه فقد كفر بالقرآن لانه خالفه (وغیر ذلک من الاقوال والنصوص الکثیرۃ)
جن میں کسی میں قول استاثر اللہ بعلمها ہے۔ کسی میں لم يعلمني علمه ہے۔ کسی میں لم يطلع عليه احدا من خلقه ہے۔ کسی میں لم يطلع عليه غيره ہے۔ کسی میں لم يطلع عليها ملكا ولا رسولاً ہے۔ کسی میں لم يخبر به احدا من ملك مقرب و نبی مرسل ہے یا انہیں کے ہم معنی الفاظ ہیں۔ جن سے غیر مشتبہ طور پر علم عطائی مستقل اور محیط کی نفی واضح اور ظاہر ہے۔
۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ الآیۃ اس آیت پاک میں بھی صاف طور سے عطائی علم کی نفی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" میں کل کو استغراق حقیقی مراد

Scanned by CamScanner

لینے سے بالغ ہو گئی ہے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد صفحہ ۱۰۲ پر فرماتے ہیں

فاذھر الکتاب وھو ان لبعض الانبیاء لم یذکر للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

بعث اللہ عبداً حبشیاً نبیاً فھو ممن لم یقص علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(کنز العمال و در منثور)

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ای منھم من اوحینا الیک خبرھم

وقصصھم مع قومھم کیف کذبوھم ثم کانت للرسل العاقبۃ والنصرۃ

ومنھم من لم نقصص علیک وھو اکثر ممن ذکر باضعاف مضاعف

تفسیر خازن میں ہے ای ولم نذکر لک حال الباقین

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ای لم نسمھم لک ولم نخبرک اخبارھم

اور بالکل یہی الفاظ امام رازی کی تفسیر کبیر میں ہے۔

خطیب شربینی اپنی تفسیر سراج منیر میں فرماتے ہیں۔ (ومنھم من لم نقصص علیک)

لا اخبارھم ولا اخبار ممھم ولا ذکرنا ھم لک باسمائھم وان کان لنا العلم

التام والقدرۃ الکاملۃ

مستدرک حاکم میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ ہے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ادری تبع انبیاً کان ام لا وما

ادری ذو القرنین انبیاً کان ام لا۔ وما ادری الحدود کفارات لاھلھا

ام لا۔ حالانکہ تبع اور ذو القرنین کے اسماء کتاب اللہ میں وارد ہوئے ہیں۔

یہ روایت بھی تفصیلاً لکل شیٔ" وتبیانا لکل شیٔ میں مانع استغراق حقیقی ہے
مثبتین مبتدعین کا ضعاف سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ
چوبیس ہزار انبیاء کی تعداد بتائی ہے۔ جن میں سے ۳۱۳/ رسول ہیں۔ اور اس پر
ملا علی قاری کا قول، المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال والنفی بالوحی
الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی، پیش کرنا تو یہ سراسران کے مدعا کے خلاف
اور ہمارے مدعا کے موافق ہے۔

علی قاریؒ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اجمالاً تعداد جان لینے سے اسمأ واحوال
تفصیلی جاننا کہاں ثابت ہوا۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں خود ہی کہا کہ فان ثبوت
الاجمال لاینافی تفصیل الاحوال، پس لم نقص بجائے خود رہا، وہو المطلوب"
اور اصل جواب تو یہ ہے کہ نفی دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ اور ثبوت دلیل ظنی سے
وہ بھی حد درجہ ضعیف۔ پس دلیل ظنی، دلیل قطعی کے معارض کب ہے؟
چنانچہ عقائد نسفی میں ہے کہ" والاولیٰ ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد
قال اللّٰہ تعالیٰ منھم من قصصنا الخ ولا یومن فی العدد ان یدخل فیھم من لیس
منھم او یخرج من ھو فیھم"
اس پر شارح عقائد نسفی علامہ تفتازانی فرماتے ہیں ان ذکر عدد اکثر من عددھم
او اقل من عددھم یعنی ان خبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی جمیع الشرائط
المذکورۃ فی اصول الفقہ لایفید الا الظن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقادیات"

اور مسامرہ امام ابن ہمام اور شرح مسامرہ میں ہے کہ ولا ینبغی فی الایمان بالانبیاء القطع بحصرھم فی عددھم اذ لم یرد بحصرھم دلیل قطعی لان الحدیث الوارد فی ذلک ای فی عددھم خبر واحد لم یقترن بما یفید القطع
اور اسی کے قریب قریب عبارت شرح مواقف کی بھی ہے۔ اور خود ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ الاولیٰ ان لا یقتصر علی الاعداد فان الآحاد لا تفید الاعتماد فی الاعتقاد بل یجب الایمان اجمالیاً
پس دلیل قطعی سے نفی علم ثابت رہی وھوالمراد، پس یہ نفی قطعی بھی نافی علم محیط ہی ہے۔ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ الخ بذریعہ وحی یا الہام یا کسی دلیل سے جیسا کہ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ (فراستہً) سے ظاہر ہے۔ آپ کا مدعا کب ثابت ہوتا ہے علم محیط کی نفی تو بحال خود رہی۔ بتانیسے علم ہوجانیکا کون منکر ہے
۵۔ مَا اَدْرِی مَا یُفْعَلُ بِی وَلَا بِکُمْ الآیۃ یہ مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک یہ امور دنیویہ سے متعلق ہے۔ ابن کثیر اپنی تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں قال الضحاک وَمَا اَدْرِی مَا یُفْعَلُ بِی وَلَا بِکُمْ ای وما ادری بماذا اومر وبماذا انہیٰ بعد ھذا۔ وقال ابوبکر الہذلی عن الحسن البصری فی قولہ تعالیٰ وَمَا ادری الخ قال واما فی الآخرۃ فمعاذ اللہ وقد علم انہ فی الجنۃ ولکن قال لا ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا اخرج کما اخرجت الانبیاء علیھم السلام من قبل ام اقتل کما قتلت الانبیاء من قبلی الخ

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

والمراد من الامور الدنیویۃ بالنسبۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی الجوع والعطش والشبع والری والمرض والصحۃ والفقر والغنی وکذا حال الامۃ (الی ان قال) والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ وانہ لیس بمطلع علیہ وانہ غیر واقف ولا مطلع علی المقدر لہ ولغیرہ والمکنون من امرہ وامر غیرہ لا انہ متردد فی امرہ غیر متیقن بنجاۃ لما صح من الاحادیث الدالۃ علی خلاف ذلک

امام بغوی بھی امور دنیویہ ہی مراد لے رہے ہیں

اور بعض محقق مفسرین امور اخرویہ مراد لے رہے ہیں اور یہ تاویل فرما رہے ہیں کہ نفی درایت تفصیلی کی۔ اثبات درایت اجمالی کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ معصوم ہوں۔ نجات میری یقینی ہے مگر اپنی نجات کا علم مجھ کو اللہ تعالے کے بتانے سے اجمالاً معلوم ہے

اور بعض مفسرین دارین مراد لے رہے ہیں۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں

(المراد) فی الدارین علی التفصیل اذ لا علم لی بالغیب "

شیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق محدث دہلوی، تیسیر القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وبیضاوی گوید کہ مراد تفصیل احوال دارین است، یعنی اگرچہ اصل عزت

Scanned by CamScanner

وکمال عظمت روز قیامت مبیّن بوده۔ اما اطلاع بر تفصیل نداشت
زیرا کہ علم بجمیع غیوب خاصہ الٰہی است تعالیٰ شانہ ؟"

صاحب جلالین فرماتے ہیں۔ (وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) فی الدنیا اُخرج من
بلدی ام اُقتل کما فعل بالانبیاء قبلی او ترمون بالحجارۃ ام یخسف بکم
کالمکذبین من قبلکم (وفی الحاشیہ بحوالہ روح البیان) ویجوز ان یکون ھی
الدرایۃ التفصیلیۃ ای وما ادری فی الدارین علی التفصیل، اذ لا
علم لی بالغیب، وان کان الاجمال معلوماً فان جند اللہ ھم الغالبون
وان مصیر الابرار الی النعیم ومصیر الکفار الی الجحیم وایضاً عرفہ اللہ
بوحیہ الیہ عاقبۃ امرہ وامرھم، فامرہ بالھجرۃ و وعدہ العصمۃ من
الناس وامرہ بالجھاد واخبر انہ لیظھر دینہ علی الادیان کلھا ولیسلط
اعداءہ ولیستاصلھم

اس تفسیر سے تو قصہ ہی طے ہے۔ مبتدعین کے نزدیک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا میں ہونیوالے تمام واقعات کو بالتفصیل جانتے تھے۔ مگر تفسیر جلالین اور
روح البیان نیز مذکورۃ الصدر تفاسیر سے اس عقیدہ کا بطلان اور نفی
علم محیط بالکل ظاہر و باہر ہے

۶۔ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ سورہ تحریم کی
شان نزول پر غور فرمائیے۔ بداہتہً اس نص کا نافی علم محیط ہونا واضح ہو گا،

زوجۂ محترمہ ام المومنین کا، مَنْ اَنْبَأَكَ هٰذَا، کہکر استفسار کرنا ان کے اس عقیدہ کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ بغیر کسی کے بتائے ہوئے حضور عالی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ واضح کر رہا ہے کہ بدون اخبار علیم وخبیر آپکو خبر نہ تھی۔ پس یہ نص قطعی بھی اشارۃً نفی علم محیط دمستقل پر ناطق ہے

نمونۃً چند نصوص قرآنیہ کا ذکر کیا گیا ورنہ کثیر نصوص قطعیہ صریحہ نافی علم محیط کلام اللہ میں موجود ہیں۔ اہل علم نے بالاجمال والتفصیل اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ کتب بازاروں میں دستیاب ہیں۔ اثبات مدعا کیلئے تو اتنا ہی کافی سے زیادہ ہے۔ رہیں احادیث و روایات تو اتنی کثیر ہیں کہ احصاء دشوار ہے۔ نمونۃً چند احادیث کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے

۱۔ سلہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سب سے پہلے وفات پائی۔ یہ حضرت ام العلاء الانصاریہ کے مکان پر رہتے تھے۔ حضور پرنور جنازہ میں تشریف لیگئے۔ ام العلاء الانصاریہ حضرت عثمان بن مظعون کو مخاطب کرکے کہنے لگیں رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ قد اکرمہ فقلت بابی انت یا رسول اللہ فمن یکرمہ اللہ تعالیٰ فقال اما ھو فقد جاءہ الیقین واللہ انی لارجوا لہ الخیر واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ لا

اذکی بعدہ ابداً (بخاری کتاب الجنائز)

امام بخاری نے اس حدیث کو (باب العین الجاریۃ فی المنام) میں دوسری سند سے ذکر کیا ہے اور اسمیں "مَا یُفْعَلُ بِی وَلَا بِکُمْ" ہے بعض شراح حدیث نے کتاب الجنائز والی روایت میں "بی" کے بجائے "بہ" روایت کی ہے۔

بی ہو، یا بہ ہو، بہر حال اس حدیث پاک سے نفی علم محیط اور بطلان زعم مبتدعین ظاہر ہے۔ اگر اس سے درایت تفصیلی مراد ہو تو فرق کیا پڑتا ہے۔ علم محیط کا ثبوت تو پھر بھی کارے دارد ہے۔ درایت تفصیلی کی نفی سہی، باقی تفصیل ادھر آیت قرآنی "ما ادری ما یفعل بی ولا بکم" کے ذیل میں مذکورہ بحث ملاحظہ فرمایئے

۲ - انما انا بشر واللہ لا اعلم ما وراء ھذا الجدار او قال ما وراء جداری ھذا۔ کما رواہ الشیخ عبدالحق المحدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص۳۹۲ شیخ دہلوی تحت حدیث واللہ انی لاریٰ من خلفی کما اریٰ بین یدیّ، الحدیث باب صفۃ الصلوۃ فصل ثالث مشکوۃ ارقام فرماتے ہیں۔

> بدانکہ ایں دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پس و پیش بطریق خرق عادت بود۔ بوحی یا بالہام وگاہ گاہے بود نہ دائم، و موید آنست آنچہ در خبر آمدہ است کہ چوں ناقۂ آنحضرت گم شدہ و در نیافت کہ کجا رفت منافقان گفتند کہ محمد میگوید کہ خبر آسماں می رسانم و نمی داند کہ ناقۂ او کجاست پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من نمی دانم مگر آنچہ بداناد

مرا پروردگار من، اکنوں بنود مرا پروردگار من کہ وے در جائے چنیں و چناں است و مہار وے در شاخ درخت بند شدہ است۔ و نیز در نمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ در پس ایں دیوار چیست۔
یعنی بے دانانیدن حق سبحانہ ؟

شیخ دہلوی نے اس حدیث کو اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ دونوں میں موقع استدلال میں پیش کیا ہے۔ جو شیخ کے نزدیک اس حدیث کے معتبر ہونے کی دلیل ہے۔ اس حدیث کی تائید بہت سی صحیح احادیث کرتی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں اور سنن نسائی میں حضرت زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے پیغمبر سے در دولت پر حاضر ہوئی۔ جب میں پہونچی تو اسی ضرورت سے ایک انصاری بی بی بھی وہاں کھڑی ہوئی تھیں۔ پس حضرت بلال ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا ائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ ان امرأتین فی الباب تسئلانک اتجزی الصدقۃ عنھما علی ازواجھما وعلی ایتام فی حجورھما ولا تخبرہ من نحن فسألہ بلال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھما فقال امرأۃ من الانصار وزینب فقال لہ ای الزیانب قال امرأۃ عبد اللہ فقال لھا اجران اجر القرابۃ واجر الصدقۃ
پس اگر حضور کو دیوار پیچھے کا علم ہو جایا کرتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نام

دریافت کرنیکی کیا ضرورت تھی - آپ کا نام دریافت کرنا اور نام معلوم ہونے پر یہ فرمانا کہ کون سی زینب! صریح دلیل ہے اس بات کی کہ آپ کو دیوار پیچھے کا علم خود بخود نہیں ہوتا تھا - بلکہ بتانیسے ہوتا تھا - اور ان عورتوں کا حضرت بلال سے یہ کہنا کہ حضور سے یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں! صریح دلیل ہے اس بات کی کہ ان عورتوں کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور کو خود بخود بغیر بتائے علم نہیں ہوتا تھا -"

ایسے ہی مرض الموت میں دروازہ کے پاس تشریف لانا اور پردہ اٹھا کر نمازیوں کو دیکھنا - بالخصوص آخری وقت پوچھنا کہ "اصلی الناس" حالانکہ حجرہ مبارک اور مسجد میں صرف دیوار ہی حائل تھی کیا یہ صریح دلائل نہیں کہ حضور کو خود بخود دیوار پیچھے کا علم نہیں ہوتا تھا - بلکہ بتانے یا دیکھنے سے ہوتا تھا - پس یہ حدیث پاک نافی علم محیط ہے

۳ - واقعہ افک ام المومنین میں متعدد جزئیات کا عدم علم، محبوبہ صدیقہ پر تہمت کیوجہ سے آنحضرت کو سخت صدمہ ہونا، آپکا اسکی تحقیق و تفتیش فرمانا اکابر صحابہ سے مشورہ فرمانا - اور حقیقت کے انکشاف نہ ہونے پر آپکے غم و حزن میں اضافہ ہو جانا، اور تیس دن یعنی ایک ماہ کا اس پر گذر جانا، سب احادیث و روایات میں مذکور ہیں - بالآخر بذریعہ وحی حق تعالیٰ کا آپکو بتلانا کہ عائشہ صدیقہ اس تہمت سے بالکل پاک ہیں - اب دیکھو کہ ام المومنین کا رفع حاجت کیلئے تشریف

لیجانا۔ ہار کا گم ہونا، اور اسکی وجہ سے قافلہ سے متخلف رہنا۔ پھر وہاں سے لجدیں تشریف لانا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ تہمت لگنا یہ سب جزئیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی رہ گئے۔ کیا اس سے علم محیط و بالاستقلال کی نفی بالکل ظاہر نہیں ہے۔ رہا بعض الناس اہل بدعت کی خلاف عقل و نقل یہ رکیک اور گستاخانہ تاویل کہ "حضور کو علم تو تھا، اظہار نہ تھا۔ اس کے جواب میں ملا علی قاری کا قول مذکورہ موضوعات کبیر صنہ ۱۴۰ ذکر کر دینا کافی ہے۔ وھو ھذا

ولما جرى لام المومنين عائشة ما جرى ورماها اهل الافك لم يكن يعلم حقيقة الامر حتى جاءه الوحى من الله تعالى ببراءتها۔ وعند هؤلاء الخلاة انه عليه السلام كان يعلم الحال وانه غيرها بلا ريب واستشار الناس فى فراقها ودعا بريرة رضى الله عنها فسألها وهو يعلم الحال وقال لها ان كنت الممت بذنب فاستغفرى الله وهو يعلم علما يقينا انها لم تلم بذنب۔ ولا ريب ان الحامل لهؤلاء على هذا الغلو اعتقادهم انه يكفر عنهم سيأتهم ويدخلهم الجنة وكلما غلوا كانوا اقرب اليه واخص به فهى اعصى الناس لامره واشدهم مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم شبه ظاهر من النصارى غلوا على المسيح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودينه اعظم المخالفة والمقصود ان هؤلاء يصدقون بالاحاديث المكذوبة الصريحة ويحرفون الاحاديث

الصحیحة واللہ ولی دینه فیتقوم من لیقوم لہ بحق النصیحة، انتہی بلفظہ

اگر آپ کو علم تھا تو گویا آپ نے دیدہ و دانستہ ام المومنین کو پیچھے چھوڑا۔ جس پر آپکو اور دیگر اکابر صحابہ کو اور خاص طور پر ام المومنین کو بیحد پریشانی ہوئی۔ کیا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدہ و دانستہ اپنی اہلیہ محترمہ کو ایک مہینہ پریشان کیا۔ اور جان بوجھکر منافقوں سے اتہام لگوایا۔ اس تاویل وعقیدہ سے خدا کی پناہ۔ کتنا بڑا الزام حضور پر آتا ہے۔ مگر کہنے والوں کو نہ کچھ خدا کا خوف ہے نہ رسول سے شرم ہے۔ واقعہ بیر معونہ کا بھی نافی علم محیط ہونا ظاہر ہے۔ ایک کاذب کے کذب اور جھوٹے وعدہ پر اطمینان فرمایا۔ اور ستر جلیل القدر صحابہ ساتھ کر دیئے۔ راستہ ہی میں اس غدار کی بیوفا قوم نے ان بزرگوں کو شہید کردیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپکو کمال رنج وملال ہوا۔ اور ایک ماہ تک آپنے ان قاتلین کے حق میں نماز صبح میں بددعا فرمائی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے علم ہوتا کہ ایسا ہوگا تو کبھی اطمینان فرماتے؟۔ اور یہ المناک حادثہ پیش آتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم محیط اور مستقل آپکو حاصل نہ تھا

نمونۃً نافی علم محیط و مستقل چند روایات واحادیث بھی ذکر کردیگئیں غرض قرآن سے۔ حدیث سے، صحابہ وتابعین ومفسرین وعلمائے کرام کے کلام

سے اچھی طرح ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطائی محیط و مستقل حاصل نہ تھا۔ بذریعہ وحی، الہام و کشف اور بطریق خرق عادت علم ہوتا تھا۔ جو مستقل اور دائمی نہ تھا۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ علم غیب اضافی تھا۔ اور علم غیب اضافی غیر انبیا کو بھی الہام و اعلام و اخبار، کشف وغیرہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن علم غیب النبی کی بحث میں حفظ الایمان کی عبارت لانے یا حفظ الایمان کی عبارت پر بحث میں علم غیب النبی کی بحث کی کیا وجہ ہے۔ درحقیقت آپلوگوں کو دھوکہ یہ ہے کہ مولانا علم غیب النبی کی بحث فرمارہے ہیں۔ یہ غلط فہمی ہے

افسوس کہ آپلوگوں کو اردو سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ ورنہ ایسے جامع المعقول والمنقول، عارف باللہ، عالم علوم ربانی، ماہر اسرار قرآنی اللہ اور اس کے رسول کے عشق و محبت میں سرشار، اپنی عزیز زندگی کے ایک ایک لمحہ کو دین اور علوم دینیہ کی خدمت میں صرف کرنیوالے، ڈیڑھ ہزار کتب دینیہ کے مصنف۔ عالم دین، علامہ زماں، نہامۂ دوراں پر اس قسم کے گھناؤنے الزام لگانیکی جرائت نہ ہوتی

بہر حال حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ کے پیش نظر بکر کا نبی اور غیر نبی کے علوم میں یکسانیت کا دعوی کرنا بالکل غلط، جہالت اور حماقت ہے۔ اس عبارت میں علم نبی کی بحث ہی نہیں ہے۔ عبارت مذکورہ

باصرح الفاظ اعلان کر رہی ہے کہ گفتگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے میں ہے کہ آپکی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جا سکتا ہے یا نہیں سوال بھی یہی کیا گیا ہے کہ آپکو عالم الغیب کہنا چاہئے کہ نہیں ؟
چنانچہ جواب میں آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا مذکور ہے - اور اہل علم جانتے ہیں کہ حکم کے معنی ہیں - لنسبۃ امر الی امر اخر ایجاباً او سلباً جیسا کہ زید پر قیام کا حکم کئے جانیکا مطلب ہے کہ "زید قائم" کہنا اسی طرح زید پر علم غیب کے حکم کئے جانیکا مطلب ہے زید عالم الغیب کہنا جس سے بداہتہً واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ بحث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب کہنے کے بارے میں ہو رہی ہے - علم نبی کے بارے میں نہیں ہو رہی ہے - اس کا تو بالکل اشارہ تک نہیں کہ حضور کو کیسا یا کتنا علم تھا -
حضرت مولانا تھانوی زید سے پوچھ رہے ہیں کہ تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے تو کس بناء پر کہتا ہے - آیا اس بناء پر کہتا ہے کہ حضور کو کل علم حاصل تھا ؟ اگر کل علوم کیوجہ سے کہتا ہے تو یہ شرعاً و عقلاً باطل ہے جسکو تو بھی تسلیم کرتا ہے - یا بعض علوم کیوجہ سے عالم الغیب کہتا ہے بالفاظ دیگر علم غیب حقیقی کیوجہ سے کہتا ہے یا غیب اضافی کیوجہ سے - زید اگر کہتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ یا غیب اضافی کیوجہ سے کہتا ہوں تو مولانا فرماتے ہیں کہ پھر جسکو جسکو بعض علوم غیبیہ یا علم غیب اضافی حاصل ہو ان سب

کو عالم الغیب کہو۔ کیونکہ جسکو کروڑوں علوم حاصل ہوں وہ بھی بعض اور اضافی ہیں اور ایک دو حاصل ہوں وہ بھی بعض اور اضافی ہیں۔ تو جسکو کروڑوں علوم حاصل ہوں اسکو بھی عالم الغیب کہو اور جسکو ایک دو حاصل ہوں اسکو بھی عالم الغیب کہو۔ اور جب دونوں کو عالم الغیب کہوگے تو دونوں میں فرق کیا رہا۔ کروڑ والے کی خصوصیت کہاں باقی رہی۔ ایسی صورت میں عالم الغیب کہنا کیونکر کمالات میں شمار ہوسکتا ہے جبکہ تم دونوں کو برابر کر رہے ہو پس نہ کلی علوم کی بناء پر عالم الغیب کہاجاسکتا ہے لانہ محال نہ بعض علوم کی بناء پر عالم الغیب کہا جاسکتا ہے

در حقیقت مولانا قدس سرہ اسی برابر کرنیکو منع فرما رہے ہیں حالانکہ ایک میں اور کروڑ میں جو فرق ہے وہ ایک جاہل کودن بلکہ ایک بچہ بھی بداہتہً سمجھتا ہے۔ مگر الزام برابر کرنے کا مولانا پر لگا رہے ہو۔ الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے اسی کو کہتے ہیں

رہا یہ کہ بعض سے مراد ایک بھی ہوتا ہے اور ایک کروڑ بھی۔ اگر یہ غلط ہے تو تم بتاؤ بعض کے کیا معنی ہیں ؟ اور اگر کسی شے کی دو شقوں کل اور بعض کے علاوہ کوئی تیسری شق بھی ہو تو وہ بھی بتاؤ۔ مدت دراز گذر گئی برابری اور توہین کی رٹ لگا رہے ہو مگر معنی نہیں بتاتے۔ بلی کے گوہ کیطرح چھپاتے ہو۔ اب بھی امید نہیں کہ تم بتاؤ گے۔ ڈرتے ہو کہ بھانڈا پھوٹ

جائیگا۔ دعویٰ ھباءً منثوراً ہو جائیگا۔ امام صاحب بریلوی نے تسویہ اور توہین رسول کا جو گھر وندہ بنا رکھا ہے وہ بگڑ کر رہ جائیگا۔ اور آسمان کا تھوکا منھ پر آئیگا اور جو الزام مولانا پر لگا رہے تھے وہ الزام اپنے اوپر ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ مولانا خود علم رسول کے بارے میں دعویٰ نہیں فرما رہے ہیں۔ وہ تو زید کے عقیدہ پر کلام کر رہے ہیں کہ اگر زید بعض علوم کیوجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتا ہے تو رسول اور غیر رسول میں برابری لازم آجائیگی۔

بعینہ یہی بات خانصاحب بھی فرما رہے ہیں جیسا کہ سوال اول کے جواب میں مذکور ہوا ہے۔ تو زید کو چاہئے تھا کہ وہ اس توہین سے بچنے کیلئے حضور کو عالم الغیب نہ کہتا۔ قصہ ختم تھا۔ مگر نہیں وہ تو اپنے اس عقیدے یعنی عالم الغیب کہنے سے باز نہیں آنا چاہتا اور مولانا یہ فرما رہے ہیں کہ باز نہ آؤگے تو برابری لازم آئیگی۔ تو زید الٹا شور مچاتا ہے کہ دیکھو حضور اور جنیں چپاں کو برابر بتا رہے ہیں۔ بتاؤ مولانا برابر بتا رہے ہیں یا تم جو برابر بنا رہے ہو مولانا اسکو بتا رہے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ حضرت مولانا کا قائم کردہ برہان ایسا قاطع اور دلیل ایسی محکم اور اسکی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ اس سے گلو خلاصی محال ہے۔ خیریت اسی میں سمجھتے ہو کہ کافر، کافر، توہین، توہین کا شور مچا کر اور رٹ لگا کر عوام پر اتنا بوجھ ڈالو کہ وہ دلیل کیطرف التفات ہی نہ کریں۔ اور اسکے

سمجھنے کا ارادہ ہی نہ کرنے پائیں ۔ ورنہ تو بڑی رسوائی ہوگی ۔ اور مدت دراز
سے جاری اپنی تمام تقریروں اور تحریروں سے رجوع کرنا پڑیگا ۔ اور عالم الغیب
کہنے اور کہلانے سے باز رہنا پڑیگا اور اس پردے میں جو دوکان چل رہی ہے
وہ ٹھپ ہو جائیگی ۔ یہی وجہ ہے کہ جسکے اندر ذرا بھی تعصب میں کمی ہوئی
ہے اسکو اس دلیل کے سمجھنے کیطرف ذرا التفات ہوا نہیں کہ مسئلہ منکشف
ہوا نہیں ! ہزاروں نے توبہ کی ۔ لاکھوں کی اصلاح ہوگئی ۔ جس نے
ذرا بھی توجہ کی حقیقت حال سے واقف ہوگیا ۔ اور سو جان سے حکیم الامت
حضرت مولانا تھانوی رح کا شیدا اور شیفتہ ہوگیا ۔

رہا بکر کا یہ خیال کہ حضرت مولانا کا یہ فرمانا غلط ہے کہ ،، ہر شخص کو
کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتا ہے لہٰذا زید عمرو
وغیرہ کو عالم الغیب کہنا پڑیگا ،، کیونکہ کسی کو علم غیب نہیں ہوتا ۔ اور اس
کیلئے آیت فلا یظھر علی غیبہ احداً الخ پیش کرنا بے محل ہے ۔ بر تقدیر
رسول کیلئے حصر ضرور ہے مگر اگر مراد رسول سے حضرت جبریل علیہ السلام
ہیں تو بلا واسطہ علم کا حصر ہے ۔ اور اگر مراد رسول سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں تو حصر بواسطہ جبریل کے ہے ۔ تو بے شک بلا واسطہ یا بواسطہ جبریل
" احداً " سے منتفی ہے ۔ وھو لا ینافی اطلاع البعض علی البعض
کما فی شرح المقاصد ، نیز یطلع علیہ غیر الرسول ایضاً امابتوسیط

الانبیاء او بنصب الدلائل وترتیب المقدمات او بان یلہم اللہ تعالیٰ بعض الاولیاء وقوع بعض المغیبات فی المستقبل (کمافی روح البیان وغیرہ)

یہ بھی ملحوظ رہے کہ استثناء متصل نہیں ہے۔ منفصل ہے۔ پس استثناء علم غیب اضافی کا ہے۔ کمامر فی جواب السؤال الاول۔ نصوص اور مشاہدہ بھی شاہد ہیں کمامرّ آنفاً، جس سے انکار کی مجال نہیں۔ اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ مولانا تھانوی اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کی کیفیت وکمیّت بتانیکے درپے نہیں ہیں۔ بلکہ حضور کو عالم الغیب کہنے کے جواز وعدم جواز کی بحث کے درپے ہیں۔ کسی کو یہ الزام لگانے کی مطلق گنجائش نہیں کہ مولانا رسول کے علم کو فلاں فلاں کے برابر کر رہے ہیں۔ مولانا اسی کتاب حفظ الایمان میں فرماتے ہیں کہ

نبوت کیلئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ اور اسی حفظ الایمان کے ضمیمہ" رسالہ بسط البنان "میں فرمارہے ہیں کہ" آپ کے علوم کے مثل تو دوسرے انبیاء وملائکہ کو بھی حاصل نہیں ہیں" اور اسی کے آخر میں فرماتے ہیں کہ

بفضلہ تعالیٰ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپکے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بیوقوف سے بیوقوف شخص کے وہم میں کبھی یہ نہیں آسکتا کہ جو شخص حضور کے علم کو دوسرے انبیاء و ملائکہ کے کبھی برابر نہ کہتا ہو۔ حضور کو جمیع علوم عالیہ شرعیہ کا جامع کہہ رہا ہو۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ زید، عمرو مجنون و بہائم کے برابر کریگا یا کہیگا۔ ہاں کوئی جاہل بوجہ اپنی جہالت کے یا کوئی حاسد یا معاند جان بوجھکر اپنی شرارت و خباثت سے کہے تو کہے

بہر حال حضرت مولانا تھانوی کی عبارت مذکورہ بے غبار اور نہایت صحیح اور معقول ہے اور مولانا کا دامن اس الزام و بہتان سے بالکل پاک ہے اور مولانا اپنے اس قول میں متفرد بھی نہیں ہیں۔

کئی صدی پیشتر کے مسلم الکل ائمہ کے اقوال متداول بین علمائے اہلسنت کتب میں موجود ہیں۔ جیسا کہ جواب سوال اول میں حضرت سید السند الجرجانی کی کتاب شرح مواقف اور علامہ بیضاوی کی کتاب مطالع الانظار شرح طوالع الانوار کی عبارتیں پیش کیگئیں۔

بتلائیے ان عبارتوں میں اور مولانا تھانوی کی عبارت میں کیا فرق ہے اور یہ کتابیں اور عبارتیں وہ ہیں کہ جنکو صدیوں سے تمام علمائے اہلسنت پڑھتے اور پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ ایسی صورت میں بکر کی بکواس گوز شتر سے کم نہیں۔ فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔"

۱/۱۰

سوال ۳

خالد کہتا ہے کہ امام الوہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی کی ذات پر عالم ہونیکا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو قابل دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے یا بعض علم، اگر کل علم مراد ہوں تو یہ شرعاً و عقلاً باطل اور اگر بعض علوم مراد ہوں تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص۔ ایسا علم تو ہر جمن جمراتی بدھو، نتھو ہر بچے پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم بیل گدھا سور، کتا بلی وغیرہ کو بھی حاصل ہے۔ خالد کے اس قول میں مندرجہ ذیل امور تنقیح طلب ہیں

ا۔ آپکے نزدیک خالد کا قول تھانوی صاحب کے بارے میں لائق تسلیم ہے یا قابل اعتراض؟

ب۔ خالد نے اپنے اس قول میں امام الطائفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی توہین کی یا مدح و ستائش؟

ج۔ خالد نے اپنے اس قول میں بعض کا سہارا لیکر تھانوی صاحب کے کثیر علوم کو گدھوں۔ کتوں بچوں پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں؟

الجواب! خالد کا جناب مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو امام الوہابیہ کہنا بالکل خلاف واقع شرارت وخباثت کی دلیل ہے اور عبارت مذکورہ فی السوال

مولانا کی ذات پر اقدس پر جاری کرنا جہالت وخیانت کی دلیل ہے مقیس علیہ
میں علم غیب کا حکم کیا جانا مذکور ہے اور مقیس میں حمل عالم کا ہے مقیس علیہ
میں علم غیب کا حمل محکوم علیہ پر ثابت نہیں - اور مقیس میں علم بالاصطلاح علم
کا حمل ثابت ہے - لہٰذا حمل النظیر علی النظیر ممکن نہیں - پس یہ قیاس
قیاس مع الفارق ہے - لہٰذا یہ قیاس فاسد ہے - اس سے الزام دینا
کب صحیح ہے - اگر ہر دو حمل متطابق ومتحد ہوں تو مولانا تھانوی کی ہرگز اسمیں
کوئی توہین نہیں ہے - چنانچہ اگر کہا جائے کہ مولانا اشرف علی صاحب کی ذات
پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل
ہے یا بعض - کل تو شرعاً وعقلاً باطل ہے اگر بعض مراد ہے تو اسمیں مولانا
اشرف علیؒ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون حیوانات
وبہائم کو بھی حاصل ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے - کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہوتا ہے
تو اسمیں مولانا کی کوئی توہین نہیں اور مضمون بھی بالکل صحیح ہے - ورنہ مولانا
اور دوسروں میں وجہ فرق بیان کیجئے -

علوم دینیہ کے ایک معتدبہ خاص مقدار کا حاصل کرنیوالا اصطلاحاً عالم
کہلاتا ہے - گو وہ کل مطلق علم کا بعض ہی ہے - اگر اس بعض متعین کو کل عرفی قرار
دیکر یہ کہا جائے کہ مولانا اشرف علی صاحب کو اگر عالم کہنا صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے

کہ اس علم سے مراد کل ہے یا بعض۔ اگر کل مراد ہے تو شرعاً و عقلاً صحیح ہے
اور اگر بعض مراد ہو تو یہ مراد لینا شرعاً و عقلاً غلط ہے۔ کیونکہ اگر بعض مراد ہو
تو زید عمرو جو بھی میزان الصرف اور نحو میر پڑھنے والا ہو عالم کہلائیگا۔ خواہ وہ
کثیر علوم دینیہ حاصل کرنیوالا ہو یا قلیل۔ حالانکہ اس کو عالم کہنا غلط ہے

البتہ وہ اشخاص خارج ہونگے جو علوم دینیہ کے درجہ اوّل کو بھی
حاصل کرنے والے نہ ہوں۔ اور حیوانات و بہائم تو بہرصورت خارج ہوں گے
آدمی کچھ کچھ بوجھکر بولے ورنہ خوار ہونا ہے۔ ایسی عقل و دانش پر تو رونا
آتا ہے۔ اور دو سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ افسوس! اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائیں

اسی تقریر سے آپکی تنقیحات کا بھی جواب ہو گیا۔ چنانچہ اگر
من وعن وہی عبارت مولانا تھانوی کیلئے استعمال کیجائے تو ہرگز اسمیں
کوئی توہین نہیں۔ اور یہ ایک اظہار واقعہ ہوگا۔ مدح وستائش کا کیا
سوال۔ اور نہ اسمیں کوئی برابری لازم آتی ہے

سوال ۴۲:

زید علم الخالق اور علم المخلوق میں اسطرح فرق کرتا ہے۔ علم خالق ذاتی وحقیقی۔ علم مخلوق عطائی ومجازی، علم خالق غیر متناہی۔ علم مخلوق متناہی علم خالق واجب، علم مخلوق ممکن۔ علم خالق قدیم - علم مخلوق حادث۔ علم خالق ممتنع التبدل۔ علم مخلوق ممکن التبدل۔

زید فرق مذکور کے ساتھ اللہ کے رسول کے بارے میں شیخ ابو اسحٰق شیرازی کے قول۔ وکل واحد من قولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم وقولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء، فیطلعہ علی الغیب والغیب اسم الجنس فھو یفید العموم کما تقرر فی اصول الفقہ وحینئذ تکون معناہ فیطلعہ علی جمیع الغیوب" اور امام ابن حجر کے قول جو انھوں نے شرح مشکوٰۃ میں "فعلمت" کے تحت کہا۔ ای جمیع الکائنات التی فی السموات بل وما فوقھا وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتھا" کے پیش نظر عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔ جو ابتدائے آفرینش عالم سے لیکر قیامت تک اور داخلہ جنت ونار تک جمیع اشیاء یعنی تمام کائنات کے علم کو شامل ہے۔ آپکے نزدیک زید کا یہ عقیدہ اسلامی ہے یا کفری؟ اور اسطرح کا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر! بر تقدیر ثانی وہ نصوص ذکر فرمائیں جس میں

عقیدۂ مذکور بجملہ شرائط رکھنے والے کو کافر کہا گیا ہے "

الجواب :- بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم اور ذاتی، غیر متناہی ممتنع التبدل ہیں۔ اور مخلوق میں اس کا عکس ہے۔ لیکن ایک یہ بھی مقدمہ واجب التسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے اور مستقل اور مخلوق کا علم غیر محیط وغیر مستقل ہے۔

اگر ابواسحٰق شیرازی کے قول میں ، ما اور الف لام ، جنس کا مفید عموم کما تقرر فی اصول الفقہ ،، کے معنی مطلق عموم اور استغراق حقیقی کے ہیں۔ تو یہ محض غلط ہے۔ اور اگر اضافی مراد ہے تو صحیح ہے اور یہی مراد دونوں بزرگوں کی ہے بھی۔ اصول فقہ کی مشہور اور متداول کتاب ،، نورالانوار ،، میں ہے کہ ، من وما یحتملان الخصوص والعموم ،، اور اسی نورالانوار میں ہے کہ ، فان فی الجنس معنی العموم من حیث انہ یقع علی الواحد الحقیقی وعلی مجموع افرادہ لانہ واحد حکمی فیحتمل الادنی والکل علی حسب قابلیۃ المقام "، پس ابواسحٰق شیرازی کا استنباط ، فیطلعہ علی جمیع الغیوب بطور استغراق حقیقی ہے تو مردود ہے۔ اور وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ میں بقرینہ سیاق وسباق الف لام درحقیقت عہد کا ہے۔ فاللام للعہد بقرینہ المقام والمعہود ھو تمیز الخبیث من الطیب فلا یشکل اطلاعہ تعالیٰ ایاھم علی کثیر المغیبات منہا احکام الشرع المنصوصۃ بلا واسطۃ و وقوع الحوادث " لہٰذا استغراق یا جنس مراد لینا غلط ہوگا۔ یا غایت ما فی الباب محتمل ہوگا۔ واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ رہا ابن حجر کا قول جمیع الکائنات الخ اسی میں بھی

لفظ "جمیع" استغراق تام اور حقیقی کیلئے نہیں۔ خود قرآن میں "لاملئن جہنم من الجنة والناس اجمعین" موجود ہے۔ کیا یہاں بھی اجمعین سے استغراق حقیقی و تام مراد لینا جائز اور ممکن ہے؟

چنانچہ اسی لفظ جمیع پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۴۷۵ ج۱ پر ملا علی قاری منافقنہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "لابد من التقیید الذی ذکرناہ اذ لا یصح اطلاق الجمیع کما ھو الظاھر" اور اسی حدیث کی شرح خود ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ای مما اذن اللہ فی ظہورہ لی من العوالم العلویۃ والسفلیۃ مطلقاً او مما یختصم بہ الملأ الاعلیٰ خصوصاً فعرفت حقیقۃ الامر، اور علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ای علمت ما علمنی اللہ لا کل ما فیھا فانہ لا یعلم عدد الملائکۃ وعدد الرمل والتراب انتہیٰ۔

یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے آئی ہے۔ ابن عباسؓ کی ایک روایت میں تو ہے کہ فعلمت ما فی السموات والارض۔ اور انہیں سے دوسری روایت میں فعلمت ما بین المشرق والمغرب، فرمایئے یہ عموم حقیقی ہے یا عموم اضافی والحدیث یفسر بعضہ بعضاً۔ بہرحال اسمیں عموم حقیقی یعنی ازل سے لیکر ابد تک ہر ہر جزئی کا علم مراد نہیں۔ واقعہ ایک ہی ہے۔ اور یہ امر بدیہی ہے کہ معلومات غیر متناہیہ محصور و متناہی نہیں ہو سکتے۔ نہ بین السموات والارض۔ نہ بین المشرق والمغرب۔ تو لامحالہ عموم اضافی ماننا پڑیگا۔ یہی مراد ابو اسحٰق شیرازی اور ابن حجر کے قول کی ستین

کرنی پڑیگی۔ اسکی سب سے زیادہ روشن خود حدیث شریف کا سوق بیان ہے کیونکہ حق تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ امور معلوم ہو جائیں جنمیں اختصام ملأ اعلیٰ واقع ہوتا ہے تو طریق تعلیم یہ اختیار کیا گیا جو نہایت درجہ اوقع فی النفس ہے کہ اول آپسے تین مرتبہ سوال فرمایا گیا فیم یختصم الملأ الاعلیٰ، جسکے جواب میں آپنے ہر مرتبہ لا ادری ہی کہا۔ جس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ابتک آپکو اسکا علم نہ تھا۔ اسکے بعد حق تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آپکے سینۂ مبارکہ پر رکھا۔ جس سے آپ پر وہ تمام امور منکشف ہو گئے جن سے آپ لاعلمی ظاہر فرما چکے تھے۔ اس تجلی وانکشاف کے بعد پھر جو سوال ہوا کہ "فیم یختصم الملأ الاعلیٰ"، تو آپنے صاف صاف تمام امور متقلّاً بیان کر دیئے۔ قال ماهن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوٰۃ واسباغ الوضوء فی المکروھات قال ثم فیم قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام قال سل قلت اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات الخ۔ پس مقام تعلیم اور طریقہ تعلیم از قرینہ سوال صاف بتا رہا ہے کہ فتجلّٰی لی کل شیءٍ سے کل شیءٍ یختصم فیہا الملأ الاعلیٰ" مراد ہے۔

اور چونکہ امور اختصاصیہ اور ملأ اعلیٰ کا وجود زمین وآسمان سے باہر نہیں اس لئے فعلمت ما بین السموات والارض" اور ما بین المشرق والمغرب کہنا بھی درست ہے۔ پھر بایں ہمہ یہ بھی ممکن ہے کہ امور اختصاصیہ کے علاوہ اور بہت

سے امور بھی تبعاً واجمالاً آپ پر منکشف ہو گئے ہوں - یہ ایسا صاف اور صریح مطلب ہے جسمیں نہ کچھ تاویل ہے نہ ایر پھیر ہے - نہ کسی قسم کا تکلف ہے - بہر حال اس حدیث میں عموم حقیقی مراد لینا سراسر جہالت ہے - جسکی ان علمائے اعلام سے توقع نہیں کیجا سکتی "۔ ضرور ہے کہ ان حضرات نے عموم اضافی مراد لیا ہے

نصوص قطعیہ سے بھی نفی علم بعض جزئیات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہے - ایجاب کلی کے رفع کیلئے ایک جزئی کا سلب کافی ہے - چہ جائیکہ جزئیات کثیرہ کا سلب، ظاہر ہے کہ نصوص قطعیہ صریحہ کی مخالفت ان حضرات سے ممکن نہیں - لھٰذا لفظ جمیع سے مراد ان حضرات کی جمیع علوم متعلقہ ومناسبہ نبوت ہے - اور وہ بعض ہے کل نہیں ہے - اسکا انکار نہیں - کلی ذاتی تو اسلئے نہیں کہ عقلاً ونقلاً باطل ہے - اور عطائی کلی اسلئے نہیں کہ متناہی ہے اور متناہی لامتناہی کا بعض ہے - لہٰذا زید کا ابو اسحٰق شیرازی اور ابن حجر کے اقوال کے پیش نظر یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالٰے نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا جانا قابل انکار ہے البتہ ابتدائے آفرینش عالم سے لیکر داخلہ جنت ونار تک جمیع اشیاء یعنی تمام کائنات کے علم محیط کو شامل ہونا ، اسکی مکڑی کے جالے کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں - بے دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ نصوص قطعیہ مثل وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ وغیرہ کے خلاف ہے - پس ذاتی محیط کا باطل ہونا تو مسلمہ فریقین ہے اور عطائی مستقل اور محیط بالکل ہونا نصوص قطعیہ کیخلاف ہونیکی

وجہ سے باطل ہے ۔ اسلئے زید کا یہ عقیدہ یعنی

ابتدائے آفرینش عالم سے لیکر داخلۂ جنت و نار تک جمیع اشیاء کائنات کا علم محیط حاصل ہونا اسلامی نہیں کفری ہے ۔ اسطرح کا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں۔ گمراہ بدعتی اہلسنت والجماعت سے خارج ہے ۔ کیونکہ وہ انکار کرنیوالا ہے نصوص قطعیہ کا ۔ اور مخالفت کرنیوالا ہے اہلسنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کا" مناسب سمجھتا ہوں کہ اسطرح کے عقیدہ کے کفری غیر اسلامی ہونیکے نصوص ذکر کرنے سے پہلے پانچویں سوال پر تبصرہ کر دوں تاکہ مسئلہ منقح ہو کر سامنے آجائے

سوال ۵ :-

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ، تفسیر حسینی میں ہے (نزلنا) فرستادیم (علیک الکتب) بر تو قرآن (تبیانا لکل شی) بیان روشن برائے ہمہ چیز از امور دین و دنیا تفصیل و اجمال تفسیر اتقان — یہی آیت قال المجاہد — یوماً — ما من شیء فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم ۔ خازن میں ہے ان القرآن مشتمل علی جمیع الاحوال ۔ کتاب الاعجاز لابن الرداحہ میں ہے ۔ ما من شیء فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ تعالیٰ ۔ طبقات کبریٰ میں امام شعرانی

49

فرماتے ہیں لو فتح اللہ عن قلوبکم اقفال السدود لاطلعتم
علی ما فی القرآن من العلوم واستغنیتم عن النظر فی سواہ
فان فیہ جمیع مارقم فی صفحات الوجود قال اللہ تعالیٰ ما
فرطنا فی الکتاب من شئ ـــ ما کان حدیثا یفتری ولکن
تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شئ کے تحت خازن میں ہے
یعنی فی ھذا القرآن المنزل علیک یا محمد تفصیل کل شئ
تحتاج الیہ من الحرام والحلال والحدود والاحکام
والقصص والمواعظ وغیر ذلک مما یحتاج الیہ العباد
فی امور دینھم ودنیاھم ۔ تفسیر حسینی میں ہے وتفصیل کل
شئ ۔ وبیان ہمہ چیز ہا کہ باشد در دین ودنیا ۔
ان تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے آنیوالے سوالات کے جوابات
ہوشمندی سے تحریر کریں ۔ گدھے جیسا بھدا دماغ رکھنے والے
ملاؤں کی تقلید ہرگز نہ کریں گے ورنہ ہم آپکو معذور سمجھنے پر مجبور
ہونگے ۔
الف ۔ بعض مفسرین کا لکل شئ کی تفسیر من امور الدین سے کرنا
بطور بالغۃ الخلو ہے یا بطور مانعۃ الجمع ۔ اگر بطور مانعۃ الجمع ہے تو جمہور
نے امور دین ودنیا دونوں کو کل شئ میں داخل مانا ہے انکا جواب کیا ہوگا!

Scanned by CamScanner

ب۔ کیا وہ نکتہ جس کی بنیاد پر بعض مفسرین نے لکل شیء کی تفسیر
من امور الدین سے کیا ہے ان مفسرین کی نظروں سے اوجھل تھا
جنہوں نے کل شیء میں امور دین کے ساتھ امور دنیا کو بھی داخل
مانا ہے۔

ج۔ کیا عدم الذکر عدم الوجود کو مستلزم ہے؟

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔

ابوالمحامد محمد احمد عباسی فیض آبادی

۲ ۷/۱۴۰۶ھ مطابق ۱۴ ۳/۸۶ء

الجواب :- آپنے تعداد بڑھانے کیلئے اسکو ایک مستقل سوال قرار دیا ہے ۔ حالانکہ یہ سوال بھی وہی سوال ماسبق ہے ۔ اس کا جواب بھی وہی جواب ماسبق کا حاصل ہے ۔ مگر آپنے اس سوال سے مغالطہ دینے کی جو کوشش کی ہے اسکی حقیقت بھی عیاں کر دینا اور مغالطہ کا پردہ چاک کر دینا بھی ضروری ہے بعون اللہ الملک القہار۔

سنئے ! قرآن مجید میں جمیع علوم سے مراد جمیع علوم دینیہ و شرعیہ کے سوا کچھ نہیں ۔ جن علوم کا تعلق سعادت انسانی سے ہوتا ہے جسکے حصول کا انسان مکلف ہے اور جسکے لئے انبیاء و رسل کی بعثت ہوئی ۔ ازل سے ابد تک ہر ہر جزئی کی قرآن یا رسول کو کیا ضرورت ۔ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اسکی توضیح کر دی ہے اور صاف صاف فرما دیا کہ بہت سی باتوں کا ہم نے قرآن میں ذکر نہیں کیا ۔ اور رسول کو اسکا علم نہیں دیا ۔ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا ومنھم من لم نقصص علیک ، وما یعلم جنود ربک الا ھو ، وما علمناہ الشعر وما ینبغی له وما ھو بقول شاعر وما ھو بقول کاھن وغیرہ وغیرہ

غضب خدا کا خود فرمان خداوندی کے مطابق علم شعر ، علم کہانت تو شایان شان قرآن و رسول نہ ہو ۔ بہت سے انبیاء و ملائکہ کے ذکر کرنے اور اسکے علم دینے کی ضرورت خود خداوند قدوس نہ سمجھیں ۔ مگر یہ مدعیان عظمت کلام اللہ و محبت رسول اللہ علوم رذیلہ و خبیثہ مثلاً علم کہانت ، علم سحر ، علم شعر ، علم صنعت خمر ، علم قمار زمین کے کیڑے مکوڑوں ۔ درخت کے پتوں ، دریا کی مچھلیوں اور مینڈکوں وغیرہ کے

تفصیلی حالات، تمام مخلوق کی مبتذل اور پست حرکات اور تمام مخلوق کی گندی چیزوں کی پوری کیفیات کا علم اپنے قیاس فاسد سے قرآن اور حضور کیلئے ثابت کریں۔ معاذ اللہ کس قدر جرأت اور کتنی بڑی ڈھٹائی ہے۔ اگر آپکے نزدیک ازل سے ابد تک ہر ہر جزئی قرآن میں موجود ہے تو از راہ عنایت کم از کم اتنا ہی بتا دیجئے کہ کیا نعوذ باللہ قرآن میں نجوم کی تعداد، انجینئرنگ کی تفصیلات، حیوانات کی تحقیقات مصریات کے جغرافیہ اور کلی توضیحات، موجود و مذکور ہیں۔

سکندر و دارا، رستم و سہراب کی جنگوں کے قصے اور تذکرے و تفصیلات مذکور ہیں۔ سلاطین دنیا اور خود اپنی اور اپنے والد محترم کی سوانح عمریاں دکھلا سکیں گے۔ آپکے امام الطائفہ اور رئیس المبتدعین خود اپنے ملفوظات حصہ دوم میں فرماتے ہیں کہ "سیمیا ایک ناپاک علم ہے۔ کیا نعوذ باللہ یہ بھی دیا گیا، کما مرّ،

حقیقت یہ ہے کہ نہ ان چیزوں کا کتاب اللہ میں ہونا ضروری۔ اور نہ ہم ان کی تحصیل کے مامور، نہ انبیاء و رسل پر ان کی تبلیغ ضروری۔ اور نہ اُن سے جہل منافی شانِ رسول ہے۔ مسلم شریف میں خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے انتم اعلم بامور دنیاکم الحدیث یعنی امور دنیا کو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ علامہ نوویؒ اس حدیث کی شرح میں اور قاضی عیاض اپنی مشہور کتاب شفاء میں لکھا ہے کہ جمیع علماء اس پر متفق ہیں کہ ایسے ویسے بعض

امور دنیویہ کے عدم علم اور وقوع خطا اور خلاف واقعہ کے اعتقاد سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان عالی میں کوئی نقص اور عیب لازم نہیں آتا اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام کی توجہ مبارکہ آخرت سے متعلق ہوتی ہے۔ شفاء شریف کی اصل عبارت یہ ہے

واما ما یتعلق بامور الدنیا فلا یشترط فی حق الانبیاء العصمۃ من عدم معرفۃ الانبیاء ببعضھا او اعتقادھا علی خلاف ما ھی علیہ ولا وصم علیھم فیہ اذ ھممھم متعلقۃ بالآخرۃ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔ ثم لیعلم ان یجب ان ینفی عنہ صفات الواجب جل مجدہ من العلم بالغیب والقدرۃ علی خلق العالم الی غیر ذلک ولیس ذلک بنقص وعدم القصاد صلی اللہ علیہ وسلم لصفات یمدح بھا الناس فی بعض امورھم لثبوت ما ھو اشرف وافضل منھا کالخط والشعر وما یناسب ذلک لیس بنقص

پھر چند سطر کے بعد فرماتے ہیں وان استدل بقولہ علیہ السلام فتجلی لی کل شئی تلنا ھو بمنزلۃ قولہ تعالٰی فی حق التوراۃ تفصیلا لکل شئی، والاصل فی العمومات التخصیص بما یناسب۔"

جو مبتدعین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کیلئے اول سے

آخر تک، ازل سے ابد تک، عرش سے فرش تک کل اشیاء کا علم محیط اور جمیع مغیبات کا علم ثابت کرتے ہیں۔ جب ان کے جواب میں نصوص قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ جو نافی علم محیط ہیں پیش کیجاتی ہیں تو لاجواب ہوجاتے ہیں مگر دعویٰ کرنے سے باز نہیں آتے۔ مگر اس دعویٰ پر کوئی نص قرآنی یا کوئی حدیث صحیح جو مثبت علم محیط ہو نہیں پیش کرتے۔ نہ تاقیامت پیش کر سکتے ہیں ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا"۔

تو مجبور ہو کر مشہور ضرب المثل "الغریق یتشبث بکل حشیش" کے مصداق ہو کر بعض غیر مجتہد علماء مفسرین کے اقوال اور ان کے ظاہری الفاظ دیکھکر جامے میں نہیں سماتے۔ سمجھتے ہیں کہ بس اب دعویٰ ثابت ہوا بیٹھا ہے۔ ع

؎ مگر موشے بخواب اندر شتر شد

پتہ نہیں ان کو معلوم ہی نہیں یا دیدہ و دانستہ قوانین وضوابط شرعیہ قطعیہ مسلمہ مشہورہ سے آنکھ میچ لیتے ہیں۔ کیا ان کو نہیں معلوم کہ عقائد قطعیہ کیلئے دلیل قطعی ضروری ہے۔ ایسی دلیل قطعی جو قطعی الثبوت بھی ہو اور قطعی الدلالۃ بھی ہو

(۲) عقائد ظنیہ کیلئے دلیل ظنی کافی ہے۔ بشرطیکہ اپنے مافوق دلیل یعنی دلیل قطعی کے ساتھ معارض نہ ہو۔ ورنہ دلیل مافوق ماخوذ ہوگی۔ اور یہ دلیل یعنی دلیل ظنی متروک ہوگی اور اگر دلیل ظنی، دلیل ظنی کے معارض ہوگی تو دلائل مابعد کیطرف رجوع کریں گے۔

(۳) عقائد قطعیہ کیلئے تو کسی غیر معصوم کا کلام حجت نہ ہوگا۔ اور عقائد ظنیہ میں کسی غیر مجتہد کا کلام حجت نہ ہوگا۔ خلاف دلیل ہونیکی صورت میں وہ غیر مجتہد اگر مقبول ہے تو اسکے کلام کی تاویل کیجائیگی ورنہ رد کر دیا جائیگا۔

تبیانا لکل شئ میں لفظ کل" استغراق حقیقی کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ استغراق عرفی واضافی کیلئے ہے۔ لفظ 'کل' وغیرہ اگرچہ اپنے لغوی مفہوم کے اعتبار سے عام ہے۔ لیکن بہ لحاظ استعمال عموم وخصوص دونوں کیلئے آتا ہے۔ اور ہر دو میں استعمال کیلئے محتاج قرینہ ہوتا ہے۔

نور الانوار میں ہے کلمۃ کل یحتمل الخصوص "

مفسر خازن کہتے ہیں۔ لفظۃ کل لا تقتضی الشمول والاحاطۃ بدلیل وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ۔ ولم توت ملک سلیمان علیہ السلام (تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۸۶)

ثم اجعل علی کل جبل " میں ساری دنیا کے جبل مراد نہیں ہو سکتے

بتائیے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ " میں کل شئ ہے یا نہیں؟ تو کیا یہاں بھی استغراق حقیقی ہے " ہرگز نہیں۔ یُجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ میں صاحب مدارک فرماتے ہیں، ثمرات کل شئ، معنی الکلیۃ الکثرۃ کقولہ واوتیت من کل شئ

امام ترمذی نے کل کے اس اطلاق کے متعلق امام الحدیث والفقہ حضرت عبداللہ بن المبارک کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ جائز فی کلام العرب اذا صام اکثر الشہر

Scanned by CamScanner

قوم عاد پر عذاب اور باد صرصر کیلئے ارشاد ہوا ، "تدمر کل شئی" تو اس کل شئی میں ہر شے داخل ہے یا نہیں ، اور ہر شے کو محیط اور حاوی ہے یا نہیں ۔ کیا ہوا نے کوئی شے باقی چھوڑی ۔ حالانکہ اس کی تکذیب خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں "فاصبحوا لا یری الا مساکنھم" میں ساکن و مالا مرکان کا بھی ذکر فرما رہے ہیں ۔ اسی ہلاکت کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں بھی فرما رہے ہیں ۔ "ما تذر من شئی اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم" بوجہ نکرہ منفیہ کے مفید عموم ہونیکے رکھ کا استثنار بھی فرما رہے ہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بطور تحدیث بالنعمۃ یہ ارشاد مذکورہ فی القرآن "واوتینا من کل شئی" حضرت ذوالقرنین کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد "واتینٰہ من کل شئی سببا" ، بلقیس کے بارے میں قول "واوتیت من کل شئی"

یہ سب استغراق عرفی اور اضافی ہی تو ہے ۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول "واوتینا من کل شئی" کی تفسیر صاحب مدارک یہ فرماتے ہیں "المراد بہ کثرۃ ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شئی" ومثلہ "واوتیت من کل شئی" اور "وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئی" کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔ "فی محل النصب علی انہ مفعول کتبنا" اور ملکہ بلقیس کیلئے کلام پاک میں "واوتیت من کل شئی" آیا ہے ، حالانکہ ظاہر ہے کہ اسکے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ گیس اور

فوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے۔ اور مذکورہ بالا اقوال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسمیں من زائدہ ہے۔ اور من کو تبعیضیہ کہکر دھوکہ نہیں دے سکتے۔ نہ کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اتنا تو ظاہر ہی ہے کہ یہ لفظ "کل" افرادی ہے مجموعی نہیں ہے اسلئے کہ مضاف ہے شئے نکرہ کی طرف۔ اور نور الانوار میں تصریح ہے کہ فان دخلت علی المنکر اوجبت عموم افرادہ" سو اگر من کو تبعیضیہ مانا جائے تو اسکے معنیٰ یہ ہوئے کہ ہر ہر شئے میں سے اسکو بعض حاصل تھا۔ اس صورت میں بھی معنی مستقیم نہیں رہتے

اور سب سے بڑھکر یہی بات تو یہ ہے کہ نافی علم محیط النصوص قطعیہ خود مانع ہیں۔ کل شئی کو حقیقی استغراق ماننے اور مراد لینے سے۔ چنانچہ ائمہ اہلسنت علمائے اعلام اور مفسرین عظام، تبیانا لکل شئی کی تفسیر استغراق عرفی واضافی ہی قرار دے رہے ہیں۔

علامہ جلال الدین جلالین میں فرماتے ہیں۔

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ يحتاج الناس اليه من امر الشريعة

علامہ نسفی مدارک میں فرماتے ہیں

" تبیانا لکل شئی (من امور الدین) دلیل

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ من امور الدين على التفصيل والاجمال بالاحالة على السنة والقياس

اور یہی علامہ بیضاوی فرماتے ہیں
تفصیل کل شیٔ یحتاج الیہ فی الدین اذ ما امر دینی الا ولہ سند من القرآن
بوسط او غیر وسط
مفسر ابن جریر فرماتے ہیں
نزل علیک یا محمد هذ القرآن بیانا لکل ما بالناس الیہ الحاجۃ من معرفۃ
الحلال والحرام والثواب والعقاب وهدیً من الضلالۃ ورحمۃ لمن
صدق بہ وعمل بما فیہ من حدود اللہ وامرہ ونهیہ الخ
امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔
المسئلۃ الثانیۃ من الناس من یقول تبیان لکل شیٔ وذالک لان العلوم
اما دینیۃ او غیر دینیۃ، اما العلوم اللتی لیست دینیۃ فلا تعلق لھا
بھذہ الأیۃ لان من المعلوم بالضرورۃ ان اللہ تعالیٰ انما مدح القرآن
بکونہ مشتملا من علوم الدین فاما ما لا یکون من علوم الدین فلا التفات
الیہ " مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ " میں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اور
اگر قرآن کا احتمال مانا جائے تو اسکی تفسیر بھی بہ تفسیر مذکورہ بالا کیجائیگی۔
چنانچہ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں
ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ " یعنی اللوح المحفوظ فانہ محفوظ علی ما یجری
فی العالم من جلیل ودقیق لم یهمل فیہ امر حیوان ولا جماد ــ او القرآن

فانه قد دون فیه ما یحتاج الیه من امر الدین مفصلاً او مجملاً

دیگر مفسرین کرام اسی قسم کی تفسیر فرما رہے ہیں۔ بخوف طوالت نظر انداز کر دیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں

واز وجوہ اعجاز جمع کردن اوست علوم و معارف را کہ معہود نبود عرب را و آنحضرت را۔ نیز پیش از نبوت معرفت آں و قیام بداں۔ و محیط نبود بآں علم یکے از علمائے امم و مشتمل نہ بود براں ہیچ کتابے از کتابہائے ایشاں۔ پس جمع کرد میانِ علم شرائع و محاسن آداب و شیم و مواعظ و حکم و علوم اسرار انبیاء و امم و اخبار از آخرت بر وجہ اکمل و اتم۔ و تنبیہ کرد بر طرق حجج عقلیہ و براہین یقینیہ و ادلہ مبینہ بر صفات و کمال صانع و توحید وے عز اسمہ قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ وقال تعالیٰ ونزلنا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ، وقال تعالیٰ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل، وقال تعالیٰ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ، وقال تعالیٰ ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی الخ

یہ چند ائمہ تفسیر اور ائمہ ہدیٰ کی تفسیر ذکر کر دی ہیں۔ جب ان تفاسیر کو اور کتاب اللہ کی اس غرضِ ہدایت کو جسکی باعث اس کا نزول ہوا ہے دیکھا جاتا ہے تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ آیات مذکورہ میں کل شی سے مراد وہی علوم حقہ ہیں جو امام رازی اور شیخ دہلوی اور دیگر معتبر مفسرین نے گنوائے ہیں ۔ اور لطف یہ کہ شیخ دہلوی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں وہی آیات قرآنیہ لا رہے ہیں جنکو آپ ازراہ نافہمی اپنے دعویٰ باطل کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں ۔

بھلا بتایئے ازل سے ابد تک ، ابتدائے آفرینش عالم سے دخول جنت و نار تک ہر ہر جزئی کے علم کو اس کتاب ہدایت المتقین سے کیا نسبت ، اور یہی علوم حقہ حضور رسول رب العالمین کو بخشے گئے ہیں ۔ ازل سے ابد تک ہر ہر جزئی کے علم کو منصب نبوت سے کیا تعلق ؟ اقوال مذکورہ جو آپ نے نقل کئے ہیں ۔ سب سے پہلے تو رجال کی تحقیق ضروری ہے ۔ ان مفسرین کا درجہ کیا ہے بغیر اسکے ان اقوال سے احتجاج ہی نہ ہو سکیگا ۔

ابن تیمیہ الحرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کتب التفسیر التی ینقل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحدی والبغوی وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد روایۃ واحد من ھؤلاء دلیلاً علی صحتہ باتفاق اھل العلم (آیات بینات)

اور علامہ عبدالرؤف فتاوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں

قال ابن الکمال کتب التفسیر مشحونۃ بالاحادیث الموضوعۃ (ایضاً)

عادل اور ثقہ ہونیکے بعد بھی یہ سب اقوال ظنی ہی ہیں ۔ جو معارض ہیں اپنے مافوق اقوی دلائل کے ، یعنی دلائل قطعیہ کے مثل وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ

لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ، اور لَمْ نَقْصُصْهُمْ وغیرہ کے، لہٰذا وہ ناقابل سماعت ہیں۔ مگر ہم حسن ظن سے کام لیکر ان علماء کے اقوال کی حتی الوسع تاویل کرینگے اور کہیں گے کہ ان سب اقوال میں صرف علم متناہی محدود الیٰ یوم القیامۃ کا ذکر ہے۔ علم مستقل ومحیط کی کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا عموم واستغراق حقیقی نہیں عرفی اور اضافی ہے۔ ہاں علوم دنیا کا بھی ذکر ہے مگر وہ بھی ماوّل۔ یعنی امور دنیا سے مراد امور مہمہ متعلقہ ومناسبہ نبوت ہیں۔ اگر بعض تکوینیات کا علم دیا جائے جسکی مصلحت حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ لہٰذا یہ مالغۃ الجمع نہیں ہوگا۔ البتہ جمیع علوم کا قرآن میں ہونا خود نص قرآنی کے خلاف ہے

آپنے نہایت بے باکانہ طور پر لکھا ہے کہ ان اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے آنے والے سوالات کے جوابات نہایت ہوشمندی سے تحریر کریں۔ گدھے جیسا بھدا دماغ رکھنے والے ملاؤں کی تقلید ہرگز نہ کریں ورنہ ہم آپکو معذور سمجھنے پر مجبور ہوں گے"۔ تو اگر ان ملاؤں سے مراد وہی ائمہ اہلسنت مجتہدین عظام اور ان کے متبع علمائے اعلام اور مفسرین کرام ہیں۔ جنکی تقلید ہم اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے ہیں اور وسیلۂ نجات گردانتے ہیں۔ اور ان کے زمرہ میں محشور ہونے کی تمنا رکھتے ہیں۔ تو مذکورہ بالا فقرہ استعمال کرکے اپنا انجام سوچ لیں۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ہمیشہ سے ائمہ اہلسنت اور پیشوایان دین کو دشمنان حق اور اہل باطل اپنے ناپاک مقصد کیخاطر گالیاں دیتے اور گمراہ ٹھہراتے

اور گمراہ ٹھہراتے رہے ہیں۔

اور اگر اس سے وہ دجالون کذابون مبطلون اور جاہلون مراد ہیں جن کی طرف حدیث رسول میں اشارہ کیا گیا ہے، کما رواہ ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم۔

اور عن ابراھیم بن عبد الرحمن العذری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین رواہ البیہقی (مشکوۃ باب العلم)

تو میں آپکے اس ناصحانہ مشورہ کا شکر گزار ہونگا۔

(الف) امور دینیہ اور امور دنیویہ متعلقہ ومناسبہ نبوت ہر دو آپکی ذات عالی میں جمع ہو سکتے تو بالغۃ الجمع کیوں ہوگا۔ البتہ ہم علوم دنیویہ رذیلہ خبیثہ خسیسہ کے علم کو آپکی ذات عالی کیلئے عقلاً نہیں شرعاً ممکن نہیں سمجھتے۔ یہ صورت بالغۃ الجمع کی ہو تو ہو، جن بزرگوں نے دینی علوم کیساتھ دنیوی علوم کا ذکر کیا ہے اس کا وہی مطلب ہے جو بیان کیا گیا، فافہم وتدبر"

(ب) یہی سوال تو ان مفسرین کے بارے میں بھی کیا جا سکتا ہے کہ کیا ان معتبر اور مجتہد مفسروں نیز صحابہ وتابعین کی نظروں سے او جھل تھا جو آپکے ان ذکر کردہ

مفسروں نے بیان کیا۔ بشرطیکہ ان کے اقوال کا مطلب وہی ہو جو آپ نے سمجھا ہے ورنہ تو ہر دو جماعت مفسرین کے نکتوں کے بارے میں کوئی فرق و تعارض ہی نہیں اور اگر تعارض ہی ثابت ہو تو نصوص قطعیہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے
مگر حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں کوئی تعارض ہی نہیں کیونکہ امور دنیا سے مراد ہر ہر جزئی نہیں ہے۔ بلکہ وہی بعض امور ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح کا تعلق دین سے ہوگا۔ گو اسمیں ایسا خفا ہو کہ ہماری عقل نارسا کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکتی ہو۔

حضرت مجاہد کے قول میں خافات کا ذکر ایک حکم شرعی، لیس علیکم جناح الخ کے تحت ہونا تو ظاہر ہی ہے۔ جو ادنیٰ مسکہ علم کا رکھتا ہو وہ بھی نصوص قطعیہ کی مخالفت کی جراًت نہیں کرسکتا۔ بھلا یہ حضرات کیونکر ایسا اقدام کرسکتے ہیں خصوصاً جبکہ اس معارض اقوال انہیں حضرات کے انہیں کی تفسیروں میں موجود بھی ہیں؟

(ج) عدم الذکر بے شک عدم الوجود کو مستلزم نہیں۔ لیکن وجود اور وقوع کو بھی مستلزم نہیں۔ لیکن شاید آپ کو علم ہو کہ عدم اصل ہے اور وجود اور ثبوت محتاج دلیل ہے۔ اور مسائل اعتقادیہ کی اہمیت دلیل معتبر کی مقتضی ہے لہٰذا دلیل قطعی اور یقینی چاہئے۔ ودونہ خرط القتاد

اب حسب وعدہ وہ نصوص ملاحظہ فرمائیے جن سے غیر اللہ کیلئے علم مستقل ومحیط کے عقیدہ کا غیر اسلامی وکفری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور جس کا مطالبہ آپنے سوال ۱۲ میں کیا ہے۔ اور جن دلائل قطعیہ سے علم محیط نبوی کی نفی ثابت کیگئی ہے۔ تو جو شخص علم محیط نبوی کا قائل ہوگا وہ مخالف ہوگا ان نصوص قطعیہ کا۔ اور نصوص قطعیہ کی مخالفت کفر نہیں تو کیا ہے؟

قال التفتازانی فی التلویح ص۶۶، المخطئ فی الاصول والعقائد یعاقب بل یضلل او یکفر لان الحق فیہا واحد۔

قال صاحب الحسامی فی الحسامی ص۵۷ فی بحث القیاس، عمل بالغریب من السنۃ علی خلاف الکتاب او السنۃ المشہورۃ مردود باطل لیس بعذر اصلاً

قال العلامۃ السخاوی فی فتح المغیث ص۱۴۳ لا نکفر احدا من اھل القبلۃ الا بانکار قطعی من الشریعۃ

قال العلامۃ ابن عابدین شامی فی رد المحتار ص۳۷۷ لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر اور رسائل ابن عابدین ص۳۶ پر فرماتے ہیں۔ البدعۃ التی تخالف الدلیل القطعی الموجب للعلم ای الاعتقاد والعمل لا تعتبر شبہۃ فی نفی التکفیر عن صاحبہا وفی (کتاب) الاختیار — وکل بدعۃ تخالف

دلیلاً یوجب العلم والعمل به قطعاً فهی کفر" وکل بدعة لا تخالف ذلك وانما تخالف دلیلا یوجب العمل ظاهراً فهی بدعة وضلال ولیس بکفر"

قال شیخ الاسلام ابن دقیق العید فی احکام الاحکام ص ۹/۲۲ والحق انه لا یکفر احد من اهل القبلة الا بانکار متواتر من الشریعة عن صاحبها - فانه یکون حینئذ مکذبا للشرع ولیس مخالفة القواطع (ای الدلائل العقلیه والنقلیه) ماخذاً للتکفیر، وانما ماخذه مخالفة السمعیة القطعیة طریقاً ودلالة یعنی جو دلیل قطعی الثبوت بھی ہوں اور قطعی الدلالۃ بھی ہوں"

قال العلامة الخفاجی فی شرح الشفا ص ۵۰۲ وقع الاجماع من علماء الدین علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب ای منع ونازع فیما جاء صریحاً فی القرآن، اور حاشیے میں اسکی تائید ملا علی قاری بھی فرمار ہے ہیں -

وقال القاضی عیاض فی الشفا - وکذ للقطع بتکفیر من کذب او انکر قاعدة من قواعد الشرع

شاہ عبدالعزیز "فتاوی عزیزی" ص ۱۵۶ پر فرماتے ہیں -

اگر مخالف ادلہ قطعیہ است یعنی نصوص متواترہ و اجماع قطعی است . او را کافر باید شمرد

اور لگے ہاتھوں یہ بھی سن لیجئے کہ ضروریات دین میں تاویل کفر سے نہیں بچا سکتی، چنانچہ خیالی اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی خیالی ص ۱۴۶ پر فرماتے ہیں :-

والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوّی شرح موطا پ۲ ص۱۰۹

پر فرماتے ہیں وان اعترف بہ ظاہراً لکنہ یفسر بعض ماثبت من

الدین بخلاف مافسّر الصحابۃ والتابعون واجمعت علیہ الامۃ

فھو الزندیق

اور مسئلہ زیر بحث بھی عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا ان اصول وقواعد کی روشنی

میں خلاف نصوص قطعیہ غیر اللہ کیلئے علم مستقل ومحیط کا عقیدہ کفر ہوگا"

اور مفسر خازن کا قول ذکر کیا گیا ہے کہ" ہذہ الخمسۃ لایعلمہا ملک مقرب

ولا نبی مصطفےٰ فمن ادعی انہ یعلم شیئاً من ہذہ فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ

بعد وفات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں"

من اخبرک ان محمداً رأی ربہ اوکتم شیئاً مما امر بہ او یعلم

الخمس۔ قال اللہ تعالیٰ - ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث

فقد اعظم الفریۃ (مشکوۃ)

علامہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر مسایرہ ص۲۰۲ اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر

ص۱۸۵ پر فرماتے ہیں

اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیاناً

وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

فتاویٰ قاضیخاں میں ہے۔ قال بعض العلماء من قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شعراً فقد کفر

بحر الرائق ص۱۲۶ ج۵ پر علامہ زین العابدین ابن نجیم فرماتے ہیں

لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب"

"واضح رہے کہ مناط کفر عقیدہ علم غیب النبی ہے"

قاضی خاں اپنے فتاویٰ قاضیخاں ص۸۸۳ پر فرماتے ہیں

فکل نکاح یکون بشہادۃ اللہ ورسولہ فھو فی الشرع لغو، وبعضھم جعلوا ذلک کفراً۔ لانہ یعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو کفر"، رجل تزوج امراۃ بغیر شھود فقال الرجل للامراتہ خدا را وپیغمبر را گواہ کردیم قالوا ان یکون کفراً، لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت

فتاوی میں ہے۔ تزوج امراۃ ولم یحضر شاھد فقال تزوجتک

Scanned by CamScanner

بشهادة الله ورسوله یکفر لانه یعتقد بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب ۲ ذلا شهادة لمن لا علم له به ومن اعتقد هذا کفر

فتاویٰ عالمگیری ص۲۹۴ میں ہے

تزوج رجل ولم یحضر الشهود فقال فدائے را و رسول را گواہ کردم یکفر ولو قال فرشتہ دست راست را گواہ کردم و فرشتہ چپ را گواہ کردم لا یکفر

ملا علی قاریؒ شرح شفا قاضی عیاض ص۴۶۹ پر فرماتے ہیں

وقد صرح علماءنا الحنفیة بتکفیر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے

تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقاده ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب

فتاویٰ جواہر اخلاطیہ میں ہے

ان زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فما ملک لخیرہ الساہی تجنیس لصاحب الہدایہ ص۲۹۶ ، خلاصۃ الفتاویٰ ص۳۵۴ ، فصول عمادیہ ص۶۴ فتاویٰ بزازیہ ص۳۲۵ ، عمدۃ القاری ص۵۲۰ ، علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار ص۲۰۶ ، فتاویٰ برہنہ ص۱۲۳ میں ہے اسیطرح دیگر معتبر اور مستند حضرات فقہاء احناف صراحۃً بیان فرماتے ہیں ۔ کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب یا حاضر وناظر ہیں ۔ تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے ۔

اب آخر میں ہم مفسر قرآن ، محدث زماں ، بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کا ارشاد نقل کرتے ہیں ۔ جو حضرت موصوف نے اپنی مشہور کتاب "مالابد منہ" ص۱۲۶ پر فرمایا کہ

اگر کسے بدون شہود نکاح کرد وگفت کہ خدا ورسول را گواہ گواہ کردم ، یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود

اور ارشاد الطالبین ص۲۰ پر فرمایا

اگر کوئی کہے کہ خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر گواہ ہیں کافر ہو جاتا ہے ۔

ھٰذا ما سنح لی الجواب ، واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب والحساب یوم الحساب وھو المستعان وعلیہ التکلان

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ برحمتک یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین "

وانا الاحقر الافقر
محمد فاروق عفی عنہ
اترائوں ۔ الہ آباد